٢٥٣٩

منتخب قصائد مرزا رفیع سودا

واسطے استعمال مدارس سررشتہ تعلیم

ت جناب ولیم ہینڈ فورڈ صاحب بہادر ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن ملک اودھ

حسب ایمای

بابو رام چندر سین صاحب ہیڈ ماسٹر نارمل اسکول

مقام لکھنؤ

مطبع منشی نول کشور مین چھاپا گیا

۱۸۶۸ع

فہرست منتخبات دیوان سودا جو کہ ہائی کلاس نارمل اسکول لکھنؤ کی امتحان سے خارج ہے

صفحہ ابتدائی	تصریح آغاز خارج شدہ	صفحہ آخر	نام قصیدہ آخر تک
۳	سمجھ اپنی نا قباحت فہم کب تک یہ بیان ہو گا ادائی چین پیشانی و زلف و صف و طولانی	۵	قصیدہ منقبت حضرت علی تک
۷	نسبت اس فضل کی کیا ہے سخن سے میرے ہے فضا اسکی تو و چار ہے چمن و فصیل	۲۴	قصیدہ منقبت امام مہدی تک
۶۴	شہر آشوب سے	۷۱	قصیدہ ہجو گھوڑی تک
۱۳۴	ہجو ہاتھی سے	۱۴۰	ہجو کوتوال تک
۱۵۵	مرزا فیضو کی چیک ماری سے	۱۶۰	ہجو مرزا فاخر مکین تک
۱۶۹	مرثیہ امام قاسم سے	۱۷۳	اخیر تک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ نعت میں حضرت سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹے شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

ہنر پیدا کر اول ترک کیجو تب لباس اپنا
نہو جب تیغ سے جوہر وگرنہ ننگ عریانی

فراہم زر کا کرنا باعث اندوہ دل ہووے
حصول جمع سے غنچے کو آخر ہے پریشانی

خوش آمد کب کریں عالی طبیعت اہل دولت کی
سنبھالے آستین کہکشاں شاہونکی پیشانی

عروج دست ہمت کو نہیں کچھ قید پستی کی
سدا خورشید کی جانب ہے مسندکی زرافشانی

کرے ہے کلفت ایام ضائع قدر مردوں کی
ہوئی جب تیغ زنگ آلودہ کب جاتی ہے پہچانی

اکیلا ہو کے رہ دنیا میں گر چاہے بہت جینا
ہوئی ہے فیض تنہائی سے عمر خضر طولانی

اذیت وصل میں دونی جدائی سے ہے عاشق کو
بہت بیتاب ہے نالاں فصل گل میں مرغ بستانی

ہو قربان ارباب ہنر کی بے لباسی میں
کہ ہے جو تیغ پرجوہر اسی عزت سے ہے عریانی

بہ رنگ کوہ رہ خاموش حرف ناسزا سنکر
کہ تا دیگو صدائے غیب سے کھینچے پشیمانی

یہ روشن ہے بہ رنگ شمع ربط باد و آتش سے
موافق گر ہو وے دوست ہے وہ دشمن جانی

نہیں غیر از ہوا کوئی ترقی بخش آتش کا
نفس جب تک ہے داغ دل ہے فرصت کیونکہ نگہبانی

کرے ہے دہر زینت خاکمالوں پر یہ رہ زنکو
کہ ہے جب ترک چشم یار سر مست ہے صفاہانی

طلوع مہر ہو پامال حسرت آسمان اوپر
لکھوں گر یہ غزل کہ اس میں ہے مطلع ثانی

مطلع ثانی

عجب نادان ہیں وہ جنکو ہے عجب تاج سلطانی
فلک پامال ہما کو پل میں جو بیچے ہے گرانی

نہیں معلوم اسنے خاک میں کیا کیا ملا دیکھا
کہ چشم نقش پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی

ہماری آہ تیرا دل نہ نرما دے تو یا قسمت
وگرنہ دیکھ آئینہ کہ پتھر ہو گئے پانی

تری زلفون سی اپنی روسیاہی کہہ نہین سکتا — کہ ہی جمعیت خاطر مجھے اونکی پریشانی

جنون کی بات سے سر تا قدم کا ہیدا آنا ہون — کہ اعضا دیدۂ زنجیر کی کرتے ہین مژگانی

زبانی غنچہ نہین کھلتا ہی کار بستہ حیران ہون — گرہ غنچہ کی کھولے ہی صبا کیونکر باسانی

زکھی جگ مین رسم دوستی اندوہ دوری نے — مگر زلف سے اب باقی رہا ہی ربط پیشانی

سیہ بختی ہین اپنی سو دا انہین طوطی لسان لازم — قط خامے کی سر کیونکر آنگی ایسی زباندانی

سمجھ ای نا قباحت فہم کب تک یہ بیان ہوگا — ادای جبین پیشانی و وصف زلف طولانی

خدا کیو اسطے باز آ تو اب ملنے سی خوبان کے — نہین ہی ان سی ہرگز فائدہ غیر از پشیمانی

نظر رکھنے سے حاصل انکی چشم و زلف کی اور ہی — مگر بیمار ہو وی صعب یا کھینچے پریشانی

نکال اس کفر کو دل سی کہ اب وہ وقت آیا ہے — برہمن کو صنم کرتا ہے تکلیف مسلمانی

زہی دین محمد سروری مین اسکی جو ہو ویہ — رہے خاک قدم سی انکی چشم عرش نورانی

ملک سجدہ نکرتے آدم خاکی کو گر اسکے — امانت دار نور احمدی ہوتی نہ پیشانی

اسیکو آدم و حوا کی خلقت سی کیا پیدا — مراد الفاظ سے معنی ہین آیات قرآنی

خیال خلق اسکا گر شفیع کافران ہووے — رکھین بخشش کی سر منت یہودی اور نصرانی

زبان پر اُسکی گذری حرف جس جاگہہ شکایت کا / کرین ہان تازہ آمرزش پہ ہر یک فاسق و زانی

ق رکھا جب سی قدم مسند پہ آُس نے شریعت کی / کہ ہی ہے موج بحر معدلت تب سی طغیانی

اگر نقصان پہنچیں کسی کے شہر کا ٹک ارادہ ہو / کرے یکبار آگ کو دوزخ کی سی غرق آنکھ پانی

موافق گر نکر یا عدل اُسکا آب و آتش کو / تو کوئی سنگ سی نبتی بھی تشکل لعل رمانی

ق یہ کیا انصاف ہی یارو کہ وحش و طیر بہ تمیز / اس امن و عیش سی اپنی بسر اوقات کیجانی

سیہ پچھے ہی آشیان مین باز کی بچہ کبوتر کا / شبان نی گرگ کو گلی کی سونپی ہی نگہبانی

ہما آسا ہی پرواز بلند اوج سعادت پر / کری ہی مور ہمسر کر سینہ و دیہیم سلیمانی

کھلی ہی غنچہ گل باغ مین خاطر سی بلبل کی / جواب اوراق جمعیت کو ہوتی ہی پریشانی

جہان انصاف سی ہر گاہ اب معمور ہی اتنا / تو اُسکی آگی ہوگی عدل کی کیا کچھ فراوانی

ہزار افسوس ایدل ہم نتھی اُسوقت پیدا / وگر نہ کرتی یہ آنکھیں جمال اُسکو سی نورانی

نہونی سی جدا اُس سایی کی اوس قامت نہیں پیدا / قیامت ہوئیگا تحبیب محبوب سبحانی

جسی یہ صورت و سیرت کرامت حق نی کی ہو / بجا ہی گر کہیں اُسکو کہتین ہم یوسف ثانی

معاذ اللہ یہ کیا حرف سبقت ہوا سرزد / جو اُسکو پھر کہو نہیں تو ہون مردود مسلمانی

کدھر

کدھر اب فہم ناقص لے گیا مجھکو نہ سمجھا | کہ وہ مہر الوہیت ہے اور یہ ماہ کنعانی
جو صورت اسکی ہے لاریب ہے وہ صورت ایزد | جو معنی انکی ہیں انمیں شک نہیں معنی یزدانی
حدیث لن ترانی دال ہے اسکی یکتائی پہ | کہ دیکھا جن نے اسکو دیکھی نقش رحمانی
غرض مشکل ہے میری قوت چپ ہو کر رکھ | خدا اگر نہ بتا تا نہیں پیدا کوئی ثانی
میر اگے ستم یہ سودا میں نہ سمجھا فہم کو | کہ [illegible] الناس [illegible] کی شانی

قصیدہ منقبت میں اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے

اٹھ گیا بہمن و دی کا نشاں گلشن سے | پھر آئے وہ گیا ایک نئی جان چمن
سجدہ شکر میں ہے شاخ ثمر دار ہر ایک | دیکھ کر باغ جہاں میں کرم عز و جل
قوت نامیہ [illegible] | وہ [illegible]
واسطے خلعت [illegible] | [illegible]
بخشتی [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible] مانی [illegible]

تار بارش مین پروتی ہین گہر ہائے تگرگ
ہار پہنانے کو اشجار کو ہر سو بادل

بارے آب روان عکس ہے جو ہر گل کے
تو نے بھی جب سے پرواز سیکھا ہے [illegible]

جوش روئیدگی خاک سے اب دور نہین
شاخ مین گاؤ زمین کے بھی جو نکلے کونپل

شاخ مین گل کی نزاکت یہ ہم پہنچی ہے
شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہے پگھل

دم عیسی سے فزون فیض ہوا ہے یہان
دین مین قسم جمادات سے شاید ہو [illegible]

نکھر رہتا ہے سمجھے یہ کہ زبان سے اپنی
کہین دعوی خدائی نہ کرین لات و ہبل

صدا آیا ہے [illegible] از عدد نباتی
سچ ہے یہ گھن [illegible] سے آتا ہے نکل

سبز ہوتا ہے [illegible] کے [illegible]
جو زبان سے سخن اب طوطی کے آتا ہے نکل

[illegible] گل خوردہ و شاخ گل گلزار ہم
سبھان نشہ و نما کے مین ہوین [illegible]

غنچے پہ چمن مین ہو تو عجب فصل ہے تو
گل بہم پہنچے ہے عقدہ [illegible] حل

آدمی ہے اسکے نظر لا کو [illegible] وہ گل
ان گلون [illegible] جو نگہ کی ہین [illegible] مستعمل

یاسمن رنگ جو رکھتی ہے خزان سے بابا
چاہتی ہے [illegible] کہ [illegible]

چشم نرگس کی بصارت کی زبس ہے [illegible]
غنچۂ لالہ نے سرمے سے بھری ہے [illegible]

اسقدر محو تماشا ہے کہ نرگس کی طرح
چشم سیارۂ گلستان سے جھپکتی نہیں پل

آبجو گرد چمن لکھتی ہے خوشخط ہے
خط گلزار ہے کہ صفحے پہ طلائی جدول

ساتھ ہے برگ کے ہوا اس لطف سے ہر اک گل
ساغر لعل میں ہے جیسے زمرد کو حل

حوض

سنگ کی ریشہ آئینہ کیا ہے پیدا
تیغ کہسار ہے کی ایسا کہ ہوا ہے صیقل

برگ برگ چمن ایسی ہی صفا رکھتا ہے
گل کو دیکھو تو نگہ جاتی ہے سنبل پہ پھسل

کیاری

لڑکھڑاتی ہوئی پھرتی ہے حیا سے نسیم
پاؤں رکھتی ہے صبا صحن گلشن میں سنبھل

اتنی ہے کثرت گلفرش زمین پر باغ
جو ثمر شاخ سے آ گرا ہو گرا اسپر ہو کے پھل

فیض تاثیر ہوا ہے کہ اب جو ظل
شہد ٹپکے جو لگے نشتر زنبور عسل

دانہ جس شور زمین پر پڑا پھلا پھولا
سبزہ وہاں آتش سے ہوا جنگل

کشت کر دیں جو اک تخم سے زنجیر ہوا
گھر کی گرد زمین پہ آتا ہے نکل

سبز قالم اندر آتا ہے نظر ہر گھر
خواہ ہو شیخ کا پسر خواہ وہ فرزند مغل

جو ہر ایک چمنستان جہاں میں اس فصل
آگیا لعل و زمرد کے گہنے حسن کل

تشبیہ اس فصل کو پیر کیا شعر
ہے فضا اسکی تو دو چاری ہی چمن ...

اور سہرا سخن آفاق میں تا یوم قیام — رہیگا سبز بہر صبح و ہر اک دن گل

تا ابد طرز سخن کی ہی سہرے رنگینی — جلوہ رنگ چمن جائیگا اک آن نہ ڈھل

نامیہ تجھی نہیں مجھ نطق میں جز شیرینی — اک طرف تا گلستان میں ہیں یہ سنبل

ہیں یہ وہ مشہد سخنور سے ہر مصرع — مصرع سرو سے پایا ہی کسو نے بھی بدل

ہو جہان سے کے شعر انکا سرو آگے سبز — نہ قصیدہ نہ مخمس نہ رباعی نہ غزل

ہے مجھے فیض سخن اُسکی ہی مداحی کا — ذات پر جسکی ختم کن کہے عز و جل

مہر سے جسکے منور رہے دل ہوں جو رشید — رو سپیدی کرنے سے جسکے رہے نامہ زحل

فیض جسکا کرے جوں مہ سلیمان کلو — سورہ کو جب ہو سینے جسکی بلندیکا ساحل

جا ہی وصلت بہ نبی جسکو ندی برادر — فرش گلزار زمین حق نے سمجھ مستعمل

شیر یزدان شہ مردان علی عالی قدر — وصی ختم رسل اور امام اول

خاک نعلین کی جسکی ہے وہ طالع سے — پہنچے اوس شخص کو جو شخص اٹھالے

وہ نظر آوے اوسے دہر کی بینائی سے — رہ گیا اور رہیگا ابتک او جھل

[illegible] — [illegible]

غزل - ردیف

مطلع ثانی

دید تیری بہ دلی حق تو نگاہی حسن اشکل	ایک سا شی دو نظر آتی ہے بچشم احول
تیری قدرت سے جہان ہو رہا شی کی خطا	خلق کے ذہن خطا کا عین تیری ہی عمل
مرضی حق تیری مرضی ہی تو جون [illegible]	اس یقین میں شک گمان کی سکو [illegible]
علم تیرا [illegible] علم خدا سے باہر	ہے عمل بھی تیرا خدا [illegible]
راضی تیری کے موافق جو نہ لکھے	کہ [illegible] نصیبی کا [illegible]
[illegible] جہان نہ قبضے گمان کو	[illegible]
[illegible] تیری مرضی ہی بات [illegible]	[illegible] کا نام [illegible]
سنی ملت فانی جو نہ ہو آ [illegible]	[illegible] جہان [illegible]
سایہ ہے [illegible] کرم [illegible]	دولت [illegible] جہان [illegible]
دین و دنیا کی ہے [illegible] عالا	[illegible] تیری [illegible]
[illegible] جہان تیرے گدا [illegible]	[illegible]
ایسی [illegible] نہ ہو گی [illegible]	[illegible] نہ ہو گی [illegible]

وصف تجہ تیغ دو سر کا مین کہون کیا شہ دین — دل مجنونکا جو میدان مین کری ہی تقل
اسکے قبضے پہ ہو جو دست مبارک تیرا — نہ رہین دین محمد کے سوا اور ملل
کھینچ او سپر گر تو عدو پر کری میدا انمین — استقامت کا زمانے کے قدم جاے بچل
عرض مین سے دو طرف ہو گئی لگی ہی طوا — جیسے دریا مین جو وہ تفرقہ پر وا ڈال
جمع کب رہسکین اعدا کے حواس خمسہ — دیکھکر اسکو علم ہاتہ مین تیرے یک پل
تو اسم اعضا جو ہوا لید کے ہین یکدیگر — منجمد سے مین اسکے وہین آجاے خلل
نرم اور سخت مساوی ہی کسو پے آوے — خواہ بر روے فرو خواہ وہ بشت جبل
اسکو تشبیہ نہین صورت شمشیر قضا — نہ جھڑے وہ نہ ڈرے وہ نہ ڈری اسمین بل
زیر ران ہی جو تری رخش فلک سیر شہا — ہی وہ محبوب جسے کہیے نہایت اجل
شکل کیا اسکی بتاون کہ جیسے شوخی — دا سیج تصور کے نہین ٹکتی ہی کل
اسکی سرچوٹی کا مین حسن کہون کیا — زلف معشوق کا دیکھے سے نکل جاوے بل
پر غدو کا صر ہو یا ہے کچھ اسکی رفتار — ہی چھلاوی کیطرح چال مین اسکی چھل بل
بلیدہ ہاتہ سے شاطر کے اگر ہو جاوے — ٹہ سکے پیچھے نہ اسکے کوئی جز اسکی کفل

جست و خیز اسکا بیان کیجیے گر شش حکیم

قاش سے زمین کی ذرہ جو اچک جاتی از

میخ سے نعل کی اسکی ہین اگر دون تشقیہ

اسکی جلد بیکا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ

توسن وہم کو دوڑا ئیے ساتھ اوسکے تو ہو

خانہ زین کب اسکا ہے کم از بیت اللہ

بیت عدل یہ تیری ہے کہ ہر دشت میں

مبا سے ننہ کو کیا دخل کہ نکلا آواز

سورہ سنگ ہو شیشہ تو غضب سے کر دے

معدلت کیش تری ذات ہے ایسی شاہا

کرہ نار تجھ آتش سے غضب کی جل بیم

مرغ زرین فلک عہد میں تیری شاید

تار تار اسکے جو ہیں بال ہوں آ کے

اعتقادات حکیمانہ میں آجاے خلل

مارے جولان جو زمین پشت فلک کو دے ہل

کرے دوری کو تمام اپنی سبک آن زحل

نسبت اسکی فرس اوسکا کہ جسے کہیے ابل

بازگشت اسکی تمام اسکے نگام اول

تجھ سے معنی کی نشست اسکی جب اول

واسطے دور ہوا سے کہ کھنڈل

گر رگ کے پوست کر شتہ ہو اکی جاتی ہو پل

کوہ کو ہر دو کف دست میں ملکے شدول

ق آنچ ہی آگ کی ایک خس میں آجاتی ہو بل

زہرہ چشم لولی فلک کی لیے ہو دستے جل

ق بوجھنگ دانہ کیا ہے کسی حشیشہ کی بنگل

بازر قدرت تری سے آلائی مسل

تخلص

ذکر و اذکار ترے حفظ کا گر آجاوے
کسی محفل میں تقریب سے زبان پہ اک بل

شعلۂ شمع کی گرمی سے یقیں ہی [illegible]
شب سے تا صبح تھا [illegible]

[illegible] بھی کچھ ترے جہان [illegible]
تا صبح [illegible]

کر چلے سے چمن غنچہ [illegible]
نسبت شکل [illegible] اٹھا [illegible]

جب سے گل [illegible] بلبل نے تھا [illegible]
عشق گل [illegible]

رقص بے خل کچھ اب روی زمین پر بھی
[illegible] فلک کو بھی نہ [illegible]

کیونکہ آواز [illegible] گلے سے باہر
[illegible]

اور حق سے جو [illegible]
علم کا بار ترے کوہ و فلک کو ہے ازل

عرض دونوں نے کیا یوں جناب [illegible]
[illegible] گرفتار ہیں

آخرش مجھکو ہی پایا [illegible]
جب یہ دیکھا کسی [illegible]

دشت ارزن میں [illegible]
کچھ ترے [illegible] نسبت نہیں [illegible]

گر لے کر کے بیان مجنوں [illegible]
خلق سمجھے گی دماغ اسکا ہوا ہے مختل

جو [illegible] کا اسد [illegible]
[illegible] شکر [illegible]

محرم کنہہ جو تیرا ہو کرے تیری مدح / سو تو جز علم خدا علم ہے سبکا جہل
وصف تیرے کی ہر شایان زبان تیری ہے / سمجھے تو آپ کو یا تجکو خداوند اجل
مدح اپنی نہ سمجھ یہ جو کہا مین اس سے / رتبہ تجھ مدح کا اعلی ہے سخن ہے اسفل
عرض احوال ہے اپنا ہی مجھے اس سے غرض / تا باخر یہ جو موزون مین کیا از اول
سو تو وہ کیا ہی رہا ہو وے جو تجھ سے مخفی / نہین ہے از دو جہان تیری نظر سے اوجھل
سبکا احوال ترے پیش ضمیر روشن / ایک ہے دونون ہین کیا ماضی کیا مستقبل
پہ کرون کیا مین کہ ہے آئینہ دل میرا / گردش چرخ سے جون شیشہ ساعت مشکل
نہ تو روزانہ مجھے اس سے خورش کا آرام / نہ میری چشم مین خواب اس سے شبانہ اک پل
کہی جاتی نہین وہ مجھسے جو اس ظالم نے / کس طرح کی مری اوقات مین ڈالی ہلچل
لا اٹھایا مجھے گھر بار چھڑا اشکر مین / پال ہی جب سے اپنی بغیر از پل
اس ستمگار سے جب دم مرا گھبرا چلا / تب مین لاچار کہی شکوہ مین اسکی یہ غزل

غزل

داد کو کسکی فلک پہنچے کا از روز ازل / صبح جب نکلا ہے خورشید تو لیکر مشعل

سامنے اسکے اٹھی بہت تظلم او سکا — جوہر عقل مین جس شخص کے آجاے خلل

خود یہ ظالم ہی تظلم ہی کری کسکے نظر — وا ہ فریاد گرو اسناد ڈالے ہی دل

بہت کیشون سی کبھی آتی ہی اس ملعونکو — کہ دیا سر کو اوسنے نہ کبھو بھول نہ پھل

سات یہ فتنے ہین کہتے ہین جسے سات طبق — ایک سی ایک بڑا ایک کی اک زیر بغل

مین یہ دیکھا نہ کہ از نخل حیات نہال — پیسے آوے عمل اسکا کبھو بید اول

ہی کہین مہر کہین کین جو اسی عالم سے — ظلم اسکا ہی عجب عقدۂ لاینحل

اس ستمگر کی تلون سی تعالم ہر گز — شادی و غم مین نہ دیکھا مین تفاوت اک تل

سینہ کو سے ہی نکلتے ہی وہ دروازے پہ — گر کسی گھر مین کوئی جا کی بجاتا ہے دہل

حلقہ بار ہی یہ وہ افعی ہی محیط عالم — زہر کا جسکے نہین ہی کوئی پازہر بدل

فی الحقیقت ہین یہ سب آبلہ اختر سمجھ — اسکے اندام پہ مہتاب سی لی تا بزحل

زہر اپنے کو جو ہیبت سی تری یا حیدر — آپ پیتا ہی گیا ہی بدن اسکا تب گل

کرکے دریافت اس احوال کو اب یا مولا — تجھسے یون عرض کری ہی یہ ترا عبد اقل

یہ مکلف ہے گوارا کہ گزند اسکے سے — ہند کی خاک مین آجاوی بدن جا دین گل

جلد

جلد پونہچا نہ مین نجف اس عاصی کو ۔ کہ اسے عمر ابد ہی جو وہان آئی اجل
یہان معاش اپنی نہ سمجھون ہون مین ایسی ۔ اخذ و جر ہین مین بد نیک سی یا مکر و دغل
تجھسے جو بر آتی کیا عرض کیا جاتا ہے ۔ علم میرا ہی یہ علم اور عمل ہے یہ عمل
مجکو کچھ عذر نہین اسمین ترا ہون مین غلام ۔ جہل و کفر سے تیری نہین سکتا ہین نکل
مدعا اپنی ترا ہین کا مرنے ہی یہ غرض ۔ سر فرو ہو نہ مرا یہان بدر اہل دول
میری قسمت کی موافق تو عین دے ۔ اپنی سرکا نہ طلب یا تجمل کا بدل
ہاتھ پھیلاتے ہی جا زیر فلک کسکے حضور ۔ دست ہمت نظر آتا ہی جہان کا یہ بغل
لیکن اس امر مین ہے حق بطرف خلقت کے ۔ کرے جب دیدہ قسمت سی بجونکی او جہل
جوہر جود و کرم تھا سو ہر و ز تقسیم ۔ لکھ گیا ہو وے ترے نام ہی قسمت ازل
طاقت طول سخن اگی بھی تک سودا کو ۔ بخش ای قوت بازوی نبی مرسل
چاہتا ہے کرے آخر وہ دعا یہ پر ۔ نظم تجھ مدح کی بہتر ز کلام اول
ق
تا ملے خلعت نوروز بہ بستان جہان ۔ یا وے تا نیر اعظم شرف از برج حمل
برگ پیدا کرے تا باغ مین ہر ایک نہال ۔ پھوٹے تا نامیہ سے شاخ شجر مین کونپل

خوشہ روئیدگی خاک سے تا ہووے بہم
تا کرے سبزہ رخسار گل اندام نمو

تا رہے داغ دل سوختۂ عاشق کو
بحر میں قطرۂ نیسان سے ہو جب تک گہر

لب معشوق کو تا شہد دہن شافی شفا
بوئے گل مست کرے باغ میں تا بلبل کو

سیج ہو آب کی تا سرو کی پائین ریسم
تا لب جو پہ کرے خیمہ کو استاد حباب

شاخ کے ہاتھ میں تا ہو وے چمن ساغر گل
تا پیا ویں چمن بادۂ گلگوں سے شراب

بھر سے تا باغ میں ہر ایک روش پر جھر
ہے کے پر تو سے ہو تا چاک گریبان کتان

قدر ہو ہووے کی تا مجمر و آتش سے فزون

سو رہیں تا کشش دانہ کا خرمن سے ہو دل
تا پڑی سنبل پیچیدہ محبوب میں دل

پھولتا لالہ جو در رو رہے جب تک بجل
کر کے تا وقت تبسم کے دہن یار ولی

چشم نرگس کے تئیں تا کریں نسبت کجل
تا کرے باد سحر قصد سے کو غنچے کے حل

جیب تا تک طوق رہے گردن قمری کا جل
تا بچھا وے روش سبزہ فراش مخمل

گل کے جب تک ہی غنچے کی صراحی میں غل
سا مطرب کرے باد ف و چنگ و غزل

راہ چلنے میں قدم مست کا تا جاوے پھسل
گل خورشید سے تا عشق رکھے دل بلبل

لطف ہوتا رہے عالم میں جیب صندل

× تنبیہ عبارت ... آخر ... الجانی ہے

تا

تا مسمّیٰ رہے یہ نظم بہ باب الجنت	جب تلک اس سے بر آوے مرا امید امل
نخلِ امید سے لپٹے ہوں برومند محب	ہو محبت نہ تری جنکو نہ پاویں وہ پھل

قصیدہ فی المنقبت حضرت جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام

سوائے خاک نہ کھینچونگا منت دستار	کہ سر نوشت لکھی ہے مری بخطِ غبار
چمن زمانے کا شبنم سے بھی رہے محروم	اگر بروے مرے روزگار شب تار
کروں ہوں تیز میں دندان اشتہا ہر صبح	زمانہ سنگ ملامت سے توڑتا ہے نہار
عجب نہیں ہے کہ جاتی رہی ہو دنیا سے	زبس خوشی نے مرے دل سے ایسا کیا ہے فرار
شراب خون جگر ہے مجھے گزک لب خشک	صدائے نالۂ دل ہے مجھے ترانۂ یا خمار
رہے نہ شیشۂ صحبت کی بیچ کیفیت	نت اوٹھ کے سنگ سے اس کا توڑتا ہوں خمار
زمانہ دلکو مرے اور عہد یار کو آہ	شکست بن نہیں دیتا ہے ایک آن قرار
زبسکہ دل ہے مکدر مرا زمانے سے	بجائے اشک میں آنکھوں سے پونچھتا ہوں غبار

کہان تلک وہ کرے روزگار کا شکوہ | کہ جسکے بخت کی سوگند کہا ہی ہی ادبار
دلا تو اپنے غم دل کو نت غنیمت جان | بدل خوشی سے تو اس دور مین بگزار
کسو سے یان غم دل یون نہ گیا وا دریغ | کہ شادی مرگ کیا ہو نہ اسکو آخر کار
جو گوش و ہوش تو رکھتا ہی تو برا یہ ہی | صداے نغمۂ داؤد و نالۂ دل زار
تو سادہ لوحی سے اے دل جہان کہ ہین کج فہم | کرے ہی راستی اپنی سے ہر زبان گفتار
مین حرف حق کو سنا ہی زبانی منصور | کہ راست گو کو زمانے مین کھینچتے ہین دار
عجب نہین کہ ہی اہل اس سبب کی بدبختی | کہ ہو جیسے گا عبث مردم جہانسے دو چار
شب گذشتہ بسبب درد دل ہی بیتابانہ | گذر کیا چمن شہر کی طرف ناچار
سنی مین ایک غزل بلبل طبیعت سے | کہ دل کو بخت کرے چشم سے ہزار ہزار
نہ پوچھ مجھسے کہ ہی خزان کہان ہی بہار | کہ بلبل قفسی کو ہی گل سے کیا سروکار
عجب نہین ہی کہ باد سموم ہو جاوے | نسیم گر کرے اک دم مری چمن مین گزار
نہین ہی شادی و غم چمن مین دنیا کے | کہ چاک کر کے گریبان ہنسے ہی گل ہی یار
کہان بہار کہان ساقی اور کہان ہی شراب | کہان نغمۂ نی و مطرب کدھر ہی ناخن تار

فلک

فلک کے ہاتھ سے اتنی بھی وار ہو برسے | کہ خوب روئیے دل کھولکر پکار پکار
شکستگی سے مجھے دل کی یون ہے معلوم | فلک نے گوشۂ خاطر کو بھی کیا مسمار
پڑا ہے پھر یہ اسی فکر مین سدا ظالم | کسی طرح بھی کسی دلکو دیجیے آزار
ق رکھے ہے مجھ سے خصوصاً عداوت قلبی | خیال خام کو یون دلمین اپنے دیکر قرار
کہ خاک کرکے اسی ہند مین بناوے گا | چراغ بتکدہ و خشت خانۂ خمار
ق کدھر خیال کو اب لیگیا ہے یہ [illegible] | زمین پھرا ہے سر اوسکا ہوا ہے کچھ [illegible]
دکھلیگا اسے ہم ورد یون گریہ [illegible] | مشیت ازلی بھی جو ہو وہی ہے [illegible]
ق تو روسیاہ کر اس ہند کا کوئی دن [illegible] | اسی دیار کی گلیون کا ہے جیسے گا غبار
جہان کی خاک کو ہے شرف عجب کیا ہے | کہ فخر عرش کا ہے گرچہ وہ اسکی قرب جوار
جہان کی گرد کو کہتا ہے خضر عمر ابد | خدا نصیب کرے مجکو زندگی اک بار
جو کچھ کہ مجھ سے سنے صدق سے تو باور کر | مجھی سے ورنہ کوئی ہو جو کرے انکار
خدا نخواستہ گر آسمان کی گردش سے | قضا طبیب ہے اور مسیح ہو بیمار
فلک سے اسکو ملا ایک [illegible] آکر وہان [illegible] | جیسا اس دیار کو جاروب کش [illegible]

اگر وہ خاک دے اسکو شفا کی نسبت سے
قضا قضا ہی کہے وہ جو بک کر تکرار

زمین وہ نور سے اس کی شب ہے مالا مال
کہ جسکی رات کو آگے نہیں ہے تکو وقار

اسی ہی غم سے جہاں نہیں ظہور کرتی ہے صبح
ہمیشہ تیغ جو خورشید اپنی جیب سے پار

ہوا کے وصف میں اس جا کی کر لکھوں غزل
ہر انجمن رہے سبز تا بروز شمار

غزل

زبس ہوائی طراوت کو وان کیا ہے نثار
شرار سنگ میں ہی رشک دانہ ہائے انار

گر اسطرف سے ہو جاوے صبا میں کیچ عطر
نمو سوا ہے زمرد سے تیغ وان زنہار

جو نخل خشک کی تصویر کھینچے وان نقاش
ہر ایک شاخ وہین سبز ہو کی الاو بار

عجب نہیں ہے کہ یون اس ہوا کی تاثیر سے
اگر زمین پہ گرے ٹوٹ کے ستارہ زر وار

غرض یہان کیا کہون یار و چمن قطعہ بہشت کے
عجب ہی لطف کی اس قطعہ زمین کی بہار

ق

یقین ہے ونکو اگر ساکنان جنت سے
جو کوئی سیر کرے اس دیار کا گلزار

زبس تماشے سے آنکھوں کو وان نہو سیری
پلک کو موندنا نرگس کی طرح ہو دشوار

آنکھوں کی نظر و نہین ہوگی بہشت کی گیا
جنہیں ہے مسکن یہ ما و اکی و اسطہ دو بار

بہشت

اقطاعہ
دوم

بہشت عرض کرین ہین جناب قدس مین ‌ ق ‌ عجب نہین کہ اسی شرم سے ہو وہ زشتار
جو کربلا کے ہین ساکن انہونکو ہے یہ امر ‌ ‌ سوای عرش نہ کیجے کسیطرف کو گزار
تری تو ذات سے روشن ہے جزو و کل کا جہان ‌ ‌ بھلا اسی سے وہی مین رکھی ہے جنتونکا وقار
غرض کہ دیکھ کے اس خاک کے مرتبے کی تمیز ‌ ق ‌ لگا زمین سے کرنے فلک یہ استفسار
خبر دے اسکی مجھے ای زمین کہ تجھ مین سے ‌ ‌ ہوا ہے کس لیے اس خاک کو یہ عز و وقار
دیا جواب زمین نے کہ ای فلک ہیہات ‌ ق ‌ نہ تجھکو مجھسے تناسب ہے تو دیگر بار
نہین ہے خاک وہ ہے آب روی آب حیات ‌ ‌ نہین وہ خاک ہے کحل الجواہر ابصار
اگر نہ چشم کو اک کو سوجھے آسمین ‌ ‌ نکھ سکے شب تاریک بیچ تو رفتار
مجھے ہے نسبت اب اُس خاک سے کہاں جسمین ‌ ‌ ابو تراب کے فرزند نے کیا ہے قرار
امام مشرق و مغرب شہ زمین و زمن ‌ ‌ رموز دان خدا دُرِ گنجِ اسرار
زہے امام کہ جز خاک در سوا جسکے ‌ ‌ قبول ہو نہ کبھو سجدۂ نماز گزار
اگر ہو غنچۂ قلب شق یا نہ مین اسکے ‌ ‌ تو لوح و قلم قدرت مین فیض سے ہو نگار
ہو بدستان قضا اپنے ہمشہ سولت اگر ‌ ق ‌ [illegible]

عجب نہین ہی کہ نکلے نہ تا دم محشر ۔ زبان خامہ سے کچھ لفظ غیر استغفار
خدا نخواستہ دیوے جو چار عنصر مین ۔ گر اوسکی رای بدلنا طبیعتون کا شعار
ابھی فنا کرے منفذ ہوا کا کرۂ خاک ۔ نہ چھوڑے پانیکا قطرہ جہان مین ایک شرار
گر اوسکا حکم اوٹھا دے جہان سے رشتۂ کفر ۔ مجال کیا جو سلیمانی مین ہی زنار
یقین ہو جان کہ میزان عدل مین آ سکے ۔ ہوا ہی دانہ خردل برابر کہسار
اوسیکے عدل مین ہی یہ کہ چیونٹیونکو حضور ۔ مجال کیا ہی کہ دم مارے اژدر خونخوار
شکوہ خیمے کی تیری بیان کرون لیکن ۔ قد کہان خیال کو ہی پہونچنے کی تاب [illegible]
کہ جسکی دیکھ کر رفعت فلک ہی چکر مین ۔ اسیکے بوجھ سے ہی صفحۂ زمین کو قرار
نہین ستارے ہین یہ بلکہ لوٹتا ہی آب ۔ اسی حسد سے انگارون پہ چرخ نیلی [illegible]
کہ ہی عرش اسی اپنی جبہہ پر صندل ۔ گر اسکے فرش کا جاروب سے اوٹھے غبار
کمیت خامہ نے اب اوسکی صفت گلگون مین ۔ کیا ہی صفحۂ کاغذ کو تختۂ گلزار
چمن مین صنع کی جسکی سبک روی آگے ۔ کبھی نہ ایک قدم چل سکے نسیم بہار
غرض وہ گرم عنان ہی کہ جب چلتا ہی ۔ نہین پہونچتی ہی برق اوسکی گرد کو زنہار

بیان جلدی کا اسکی کہان تلک کیجیے وار | فلک کو جسکی سرعت کا عرق عرق آ
چڑھا براق سے کر جب نبی دو شنبہ کے | سکھائی جسکو سواری وہی ہوا آشیا
امید وار ہون شفاعت کا اے نبی مجکو | حضور پاک میں تو صدق حیدر کرار
کہے ہے اشہد ان لا الہ الا اللہ | عدم میں کیفر سدا یاد کر تری تلوار
تری کمان کی آگے ہے اب عدو تیرا | کبھو نہ تجھ سے کرے روبرو ہو کو فرار
جہان نہ پہنچے ہے سیمرغ خیال کا سکا | کرے ہے وہان سے گذر تیرا تیر کا سوفار
ق تجسے دیا ہے پیمبر نے کچھ تو شایان | کہان زبان کو ہے طاقت جو تجھ کی گفتار
امور سلطنت اسکی بغیر مرتضی سے | چلے ہوین لاکہ سلیمان تو سکین نہ نبھا
مثال حباب کے قالب تہی کرین دریا | کرے جو ان پہ تری آتش غضب سے شرار
بیان حلم کا تیرے مین کیا کرون ہیہات | تو ہی گواہ ہے جو تجھ ... ہوا
کرین ہین تو ورق آسمان کو تاہی | شہا اگر تری بخشش کا لکہیے طومار
کہر نہ ہو جو ترے ابر فیض کے آگے | کرے نہ گر عرق انفعال ابر بہار
بھرا جو بس شکم حرص جود نے تیری | نہین ہے اسکو تئین درد امتلا سے قرار

ق

نگاہ میں تری کیمیا اثر اتنی — اگر وہ ہو کرۂ خاک کی طرف اکبار
نہ نکلے کان سے فولاد تا ابد ہرگز — عجب نہیں ہے بغیر از طلای دست افشار
شہا ہمیشہ ترے بندگان عالی کی — جناب میں یہی سودا رکھی ہے عرض چہار
چہار عرض سے اب عرض اولین ہے یہ — کہ ہند بیچ پریشان نہو یہ مشت غبار
صفت نعال میں اپنی بلا کے دی جاگہ — کہ نور مغفرت اسکے لیے ہو شمع مزار
سوای خاک در اپنے سے اسکو یا مولا — دوم ہے یہ کہ کسی در سے تو نہ ہو سروکار
سوم ہے یہ کہ سراپا ہے جو ہر زہ انکی — وسیلے ہمیشہ تہیدست ہے برنگ چنار
چہارم آنکہ ہمہ دوستان ہر دو جہاں — قبول ہو وین بحق امید ائمہ اطہار
رہیں فلک پہ مہ و مہر جیسا تلک قائم — ہمیشہ دیکھے اسی طرح چشم لیل و نہار
موالیوں کے قدم سے لگا رہیں اقبال — جدا انہو سر اعدا سے خنجل ادبار

قصیدہ منقبت میں حضرت امام محمد مہدی علیہ الصلوۃ والسلام

سنگ [illegible] کیوں [illegible] ہو زیبا تھا — [illegible] ہو ملا آ مقدر جہان

ممکن نہین کہ اب سخن غیر کو ملے / راہ اسقدر جو پہنچے وہ تا گوش سامعان

نام آوری کیواسطے حاسد نکر تلاش / جا گہ کہ سبکے نام کو اس عہد مین کہان

گویان سکے کہے تو ریختہ ایران مین فارسی / چاہے جگہہ جو شہرے کو سو تو نہ بیان

عالمکے سینہ پہ مرا اسقدر ہی شعر / گویا ورق بیاض کا ہر منہ مین ہی زبان

مین نی سنا کہ تجکو مرے ایک شعر پر / درزیکا اپنے معنی کی ہی وہم مہربان

شاید باتفاق توارد ہو ہے مجھے / لفظون کا اپنے عظم کہ ہوی سیہ بیگانگان

گوزشت کو بینھا و کسی تنگ کا لباس / خوبون مین اسکو جا نہین خر پہلو بیدان

ق ازراہ دوستی مین کہون تجسے ایک بات / طبع شریف پر جو نہ آوی تری گران

زنہار ہمسری کا مرے تو نکر خیال / ہوگا غریب مضحکہ نزدیک شاعران

ق ایسی نہین بندھی ہی سخن کی مری ہوا / کھلنے کا جسکے زیر فلک دلکو ہو گمان

اسکو یقین تو جان کہ حیران ہی تا فلک / عیسی بیتے معاجت نفخ آسمان

ق منشی نہ فلک مری تحریر دیکھکر / سمجھے بغیر گر غلطی کا کرے گمان

باوی مرے قلم سے وہ فی الفور یہ جواب / چپ رہ کہ دون تجھے غلطی سے ہی تر نشان

حک کردہ سطر ہو وہ تری ہاتہ کی لکھی — کہتے ہین جسکو اہل زمین نام کہکشان

دفتر سی فن شعر کے تجکو ہی کیا خبر — تو جلد آسمان کا مہر حساب دان

روشن جہان ہو نظم طبیعی کی سیر شمع — پروانہ وہان ہو طائر روح سخنوران

جون گل سر بہار کوئی جا کی سوی باغ — ق — لاتا ہی ہر گوشہ دستار دوستان

مضمون تازہ یون چمن فکر سے مجہے — پونہچاوی ہی ہمیشہ طبیعت کا باغبان

رنگینی سخن ہی مری اس قدر کہ گل — عاشق ہی میرے نظم بیان کا یہ گلستان

ہو جی نسیم گل کی جو زنجیر پا نہ ہو — شوق سخن مرا اسے لاوی کشان کشان

سعدی کی روح پاک کی خاطر ہی سیرگاہ — دیوان کا ہر ورق ہی مری بوستان

ہر سطر اسکی معنی رنگین سی شاخ گل — سمجہا کرے ہی بلبل طبع سخنوران

نام اپنے سی جو میرے کوئی شعر کو پڑھے — بولے فصاحت اسکا نہین بیت یہ دہان

اسکا یہ شعر ہو کہ قلم جسکے روز و شب — ق — ایسے جناب کی ہی ثنا مین گہر فشان

جسکو جناب حق سے یہ نسبت کہ جس طرح — نظم سخن مین لفظ و معانی ہین توامان

حاضر حرم مین دل کے وہ مانند آفتاب — غائب ز چشم خلق و لی ہی جہان تہان

مطلع لکھ اور ای قلم اب لائق حضور — تا دو جہان صلہ دی مجھی شاہ خسروان

مطلع ثانی

ای وہ کہ کار جن و بشر تجھ سے ہی رواں — تیری وہ ذات جس سے ہی دو عالم کا عمراں

تجھ خاک پا سے فیض جو اکسیر کو ہو — مس کو طلا نکر سکیں اوس سے مہوساں

شاہا علو مرتبہ تیرا جو کچھ کہ ہے — جز عالم الغیوب بشر پر ہے وہ نہاں

ق اپنی نگاہ و چشم کو قاصد جو کر کی ہم — بھیجو ای طول راہ کے کرنیکو امتحاں

پا ہے نگہ میں اول منزل ہو آبلہ — پہنچے نہ وہاں تلک ہے تری [illegible] جہاں

ق قرباں ہیں خاندان کی تیرے شاہ دین پناہ — جس عزت و شرف سے کہ تیرا ہی خاندان

جبریل کی جگہ وہ نہیں جس مقام میں — پشتیں سے دیا ہے تجھے حق نے عز و شان

جو امر کار خانۂ ایزد میں ہو ترا — کیا تاب عقل کل جو کرے اسمیں [illegible]

ناقوں کیواسطے ہو جرس مرسلوں کا دل — نکلے جو تجھ قدم کی زیارت کو کارواں

اس مرتبے کا سرمہ ہی اوس کا رہ کی گرد — جسکے لیے ہو چشم ملائک کی سرمہ داں

پوہنچے فلک کو موج گہر ابر فیض سے — تیرے گرے جو قطرہ بدریائی بیکراں

ق هیبت سے تیرے عدل کی شاہانہ چرخ چرخ — خلقت کو اب زمانہ ہے اس امن کا مکان
آتا ہے جس گھڑی کہ تمازت پہ آفتاب — بال عقاب ہے سر گنجشک سائبان
نشو و نما بکوہ کرے جس طرح سے کاہ — سر کوب یوں قوی پہ جہان میں ہے ناتوان
آتش کو آب سے ہے تیرے عہد میں قدر — جوں لعل آبداری سے قیمت میں ہے گران
سوزن ہو جا کے دامن شعلے کو واسطے — وہ خار جسکو حفظ ترا ہو نگاہبان
ق اس دہر پر سحاب کی جلایق میں گر ترا — ہووے نہ بار حلم تو اے شاہ انس و جان
دل پر ترے یقین ہے کہ بحر محیط کا — لطمہ اولٹ دے موج کا کشتی خاکدان
خوگر تو خلق حلم و حیا سے اگر نہو — اور ہو تری نگاہ پہ اعمال عاصیان
تجھ آتش غضب سے شرارے کبھی منے — بارود کا ہے تو وہ زمین اور آسمان
کھینچا قضا نے تسمہ سنگ فسان کہ جب — شمشیر تیری چرخ چڑھی بہر دشمنان
اسکی برش کری ملک الموت جب خیال — بے اختیار ہو کے پکارے کہ الامان
ق شمشیر تو یہ کچھ ہے کہ جسکو کیا میں عرض — گلگون ترا سو ہے بجمال پری وشان
رکھتا ہے یہ قدم کہ نہ پونہچے رکاب تک — باد بہار پوسے کو تا آمد خزان

يطلان تبھی ہوا آگے سے حق کی فنا کہ جب
وہ تیغ ہو یہ اسپ ہو اور تجھ سا ہو جوان

جن جن کے سنگ زیرے ترے جلوہ گاہ کی
ق
طائر ہین جتنے سدرہ نشین عرش آشیان

وان کرکے فرش آنکھوں کو اپنی وہ منتظر
تیرے قدم کے رہتے ہین یا صاحب الزمان

ہو وا سنجر دعا کے تری کیا ثنا کرے
الکن ہی اس مقام مین جبریل کی زبان

یا رب ترا ظہور شتابی ہوتا بد ہر
روشن ترے جمال سے ہو چشم منتظران

مرثیہ حضرت قاسم ابن حسن کا

کیا کرون شادی قاسم کا مین احوال رقم
ق
واسطے دیکھنے کی آرسی مصحف جسدم

بیاہ کی رات رکھا تخت پہ نوشہ نے قدم
گاتے تقدیر و قضا یہ بدھاوے باہم

قاسم مرگ جوانانہ مبارک باشد
جلوہ شمع بہ پروانہ مبارک باشد

ہوئی ہے بزم جہان کو الم افزا نشاط
ڈوبی ہم لو ہو مین دیکھے ہین رنگین نہیں برات

ای شہادت بصفا جلد سے چل گھوڑن بات
جام شربت سے بھر اور کہی یہ وہی آنکی بات

ساقی و شیشہ و پیمانہ مبارک باشد

بتو غلطیدن مستانہ مبارک باشد

لا کے ای بالنیان رن کی چمن سے پھلوار | گوندھو نوشہ کے لیے آج گل زخم کے ہار
تار گتھنے کا کرو سہرے کے لہو کی دھار | گاڑو دروازے پہ تم باندھ کے یہ بندن وار

غم این خانہ بہر خانہ مبارک باشد
در دو کاشانہ بکاشانہ مبارک باشد

ہے عجب جشن کہ جس میں ہے یہ اسباب سرور | سینہ ہر ایک کھڑا کوٹ رہا ہے دف کی دستور
غم بجاتا ہے یہاں ناخن دل ہو طنبور | اجل آ رقص میں گاتی ہے یہ نوشہ کی حضور

غم جان تو بجانانہ مبارک باشد
چہ بخویش چہ بہ بیگانہ مبارک باشد

کپڑے پہنتے جو پہننے کو لیے بیاہ کی رات | کیا گھڑی تھی کہ وہ نوشہ کی ہوئی قطع حیات
یوں بدا تھا کہ سیے جائیں کفن دو جوڑا | شہ نے پہنے تو کہا موت نے تسلیمات

بقدت خلعت شاہانہ مبارک باشد
بکفنت جو در کیمیانہ مبارک باشد

پاس دلہن کو بٹھایا تھا اسی لا کے جہان
یون لگی کہنے کہ اٹھ جلد ہو تو بیٹھ نہ یان
دیکھکر خصلت دوران کی تیز بین و یکسان
عیش دایم کے لیے تیری جگہ دشمن نشان

حجلہ ات گور غریبانہ مبارک باشد
تا قیامت بتو این خانہ مبارک باشد

تیری نوبت کا ابی لاڈے کھیلی حنا
دمبدم غم کے انگارون پہ جگر کا بھننا
دیکھ دیکھ اوربنی کے تئین ہر کا دھنا
تس پہ ہر ایک کے منہ سے یہ تہنائی سنا

بدولت حسرت جانانہ مبارک باشد
آشنائی ز تو بیگانہ مبارک باشد

چاہنا کھانے کا اس شادی مین نہی آنی
چلو بھر مانگے ہی نوشہ جو کسی سے پانی
جز کباب دل بریان نہین یان مہمانی
کہتی ہی بیاہ سے کے یون سامنے آ مہمانی

نا و نوش غم جانانہ مبارک باشد
بتو این خوردن شکرانہ مبارک باشد

آخرکار کہون کیا مین ستمانی کی کھوٹ
دیکھ اس چہرے کو جو بدر سے کہتا ہے

جسگھڑی ہجر ابد غور کیا سہرا توڑ — اٹھ چلا کھکے بنی سے دل صد چاک کو چھوڑ

سہرِ زلفِ تو ہمین شانہ مبارک باشد
زینت و زیب عروسانہ مبارک باشد

یہ وہ شادی ہے کہ محشر تلک جسکا ماتم — سنے اس اسپک نیلی کے کریگا عالم
ہے یہی موجب آمرزش نوع آدم — مہربان مرثیہ تونے جو کہا اس سے غم

بدل عاقل و دیوانہ مبارک باشد
چہ بشہر و چہ بویرانہ مبارک باشد

مرثیون مین اکثر سودا تخلص اپنا مہربان کرتا ہے تا کہ ثواب ملے اور نام ظاہر نہو

قصیدہ مدح مین نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کی

اشجار کا بستان جہان کے ہے عجب ڈھنگ — جلتا ہے چنار اس سے رخ گل ہے بہی جو رنگ
نے میوہ سیا گلستان مین کہون کھا — پہلے سے انہین جو نخل کہ سے بار ہے ہی ہر سنگ
جلتا ہے انہین نخل و حسد اسی بھی آتش — چشم انکی ہے چون غنچہ دل انکی ہے کہی تنگ

ہی خام طمع کو فتح چشم سے اسکے ‌ ‌ بادسے کی مروت کی طلب و سنگ
اظہار کرین کو رسے دست چشم مین سنگ ‌ ‌ وہان اٹھ کے گرد وڑنی مٹھا چپکا ن
آچھوٹے ہوسے انکے دل و دیدکی افراز ‌ ‌ تت مہر و وفا عار کھین شرم سے تنگ
مہمان سے گرفت اتنے ہون یہ یا سپید ‌ ‌ دل مرغ کے سینہ یہ گویا بازکا ہی چنگ
ہی لیسے غلط جیا ہتی جو سمیا سے تر جسم ‌ ‌ شیشے کا اٹھون کی پہ ٹکا نا تنگ
اپنا مین توقع نہین انسان کو کسو سے ‌ ‌ چھیٹا اتکے وزیر ایسی ہی جسے پہ نہ بکا اور
کیا منہ مرا اور کیا لب و لہجہ کہ جو آسکا ‌ ‌ ہون نا مفصل نہین آواسکا پیدو
اس بحر مین ہو نا مہ بزرگ اوج سکو تنگ ‌ ‌ چلو مین جسے نہین آتا ہی کسی
ان بیتون سے تو ہر سرے صرع نظیر گر ‌ ‌ جو اسم شریعت اسکے سمجھنے کا
شمہ جو بیان کیجیے اوصاف کا اسکے ‌ ‌ جو خوبی ہو دنیا مین لگے اسکے یا
الطاف و کرم کا جو شمار اسکے کرو نہین ‌ ‌ عاری رہون امواج کو گن لیک
انصاف یہ اب عہد مین اسکو ہے کہ فرمان ‌ ‌ لایا نہ لبون تک کوئی غیر از حرف
دیکھا نہ مین یہ حوصلہ جز اسکے لشکر کا ‌ ‌ بیعت بھی نہ لیکے حضور سکی

لعل اوسکی شمشیر نے کٹکر ہیں کمیت
ہمت کا جہان بیچ بھلا کسکی ہے یہ ڈھنگ

بازو کا اُسکے زور شہر ہند کے کہیے
ہیبت سے جہان اُسکی ہے ہر صاحب اورنگ

آمد کی خبر اُسکی جو ہووے طرف روم
دہشت سے لرزتی ہے پہر مملکت زنگ

رو جب کرے میدان میں تو کیا تاب کہ اعدا
دکھلاوے ہزیمت اپنی وہ در معرکہ جنگ

لکہ وصف شجاعت میں قلم مطلع ثانی
دل بیچ ہے غائب کی مرا اب ہی ہیبت تنگ

مطلع ثانی

رستم کو خبر ہو کہ ترا اسپ ہے آہنگ
جیوے بھی جو یہ سنکے تو کہا یا نہ لگو انگ

بل چیونٹی کا پاوے تو کرے چیتے کا قصد
سہمن یہ تجھے دیکھ سکے عرصہ ہو پرتنگ

طائر کے جو توصیف پہ لے تیر و کمان ہاتھ
از جس کے وہ ہین پھر بیٹے پڑ از کر بیرنگ

جو لیسے یہ دہشت پڑے ساوش کو دل میں ق
بچ جاے اگر جان سے کہا کر ترے سر چنگ

ہاتھ اُسکے میں دیکھ جو شمشیر سپیدہ
ایک آئینہ دکھلاو تو بھاگے وہ وہ فرسنگ

چار آئینہ گردون ہو اگر تن پہ عدو کے
آگے تری شمشیر کے ہے کھیر کا جو رنگ

عرصہ تیرے گھوڑے کی جو سرپٹ کا ہے آہ
پاٹے فرس باد سحر کرنے لگے لنگ

کچھ برق سی تڑپے ہی پڑی ابر سیہ مین
تیغا جو کہون سو نہین کہتا ہی فہم تنگ

جسوقت تیر زین کو رکھ پیکے مین آتے
ق
آتش روش فلک سیر کا تو آن کرے تنگ

آہن کا کہین گرہ ہو تو در وا ہی بہ آہستے
قالب تہی شکستے ہی کرین جتنے ہون بیباک سنگ

ہم وزن ترے حلم کے ہو وقر ہی تیرا
کہسار تو دو تو نہین ایک کے ہم سنگ

خاطر یہ خلائق کی ہے تجکو کہ سو باغ
تے دے رخصت بلبل نکرے سیر کا آہنگ

دل تجسے ہو مینا کسی طوطی کا یہ کیا دخل
آئینے تلک عہد مین تیرے نہ لگی زنگ

کھینچا ہے زبس سر بہ فلک عدل نے تیرے
ہیرا انکی طرف دیکھ کہ ذرہ نہین یا سنگ

آتش رہے یون آب مین انصاف سے تیرے
آئینے مین جس شکل ہو عکس رخ گلرنگ

تجھ چشم کی ہے نرگس شہلا چمنستان
پاتا ہون مروت کی تئین اُن مین بصد رنگ

دل پھر نہ گیا شیوۂ احسان سے تیرا
خالی ہوگئے دُر عدن سے چمن و گنگ

بس جو کوئی سمجھا ہو ثنا اُسکی ہو تجھ سے
ہرگز نہ اسے مانیو کب مجھ مین ہے یہ ڈھنگ

جس مرتبے مین تجکو سمجھتا ہون مین ممدوح
یہ مدح تو وہان ہمارے مداح سو ہے ننگ

کتنے سخن اتنی مین عرض کیے ہین
خواہ انکو گہر سمجھیے اب خواہ نہین سنگ

سودا چل اب آگے کہ یہ جائے ادب ہے ۔ گر قطع سخن کا تو دعا تیہ پہ آہنگ

قبضے میں ترے قوت شمشیر ہو تیری ۔ اے شاہ ستم تا دم ہے روم سے تا زنگ

پرواز ہما جب ہو سوی اوج سعادت ۔ شہباز زکا ظل لیے تو ترے شمشیر بجنگ

قصیدہ مدح میں نواب سیف الدولہ کی

ق

برج حمل میں شمس کے آنے کا ہے جب آ ۔ کھینچے ہی اس خزان چمن لشکر بہار

کہتے ہیں یعنی زبانی صبا یہ حکم ۔ پونچا حضور سے طرف باغ روزگار

مرکب جو شاخسار کے ہیں اپنے اپنے ۔ پہنچیں سوار ہو کے جوانان برگ و بار

ق

ہیں منشی و وزیر جو مریخ و آفتاب ۔ آنکھ جو ادھر ہے کہ امیران نامدار

منہ کھول رو خزائن گل اشرفی کو ۔ کیجو قلم کو ہاتھ رکھو پیادہ و سوار

چہرے لکھا کے مرغ چمن اشت آب و ۔ تعداد پوچھے ہو تو بعید و بیشمار

ق

کر دو یہ حکم تیر فلک کو کہ اسے دبیر ۔ ہو وے محرر ان کا تنا قل اگر شمار

اہل قلم جو رفتہ بخشی گری کے ہیں ۔ ان سے کہیں یہ اب تشخیص بار بار

گلگون لالہ کر کے بس باغ رنگیا
جیر سنگی پیٹ ہر مقصدی کا غنچہ دار

لیتا ہی کام جبکہ جو انسان باغ
بھر بھر سبد گلگون کا تین دو زر عیار

ق ابلاغ تھا انسان کو بھی ابر کی
تا بیچ سکے بلا سکے وہ اسے ...

معمور اسے زیادہ مفید ہوا یک سا
جسطرح چاہتے کرین اس فن کا ...

پس اہلکار لالہ خود رو بھی یون کی
رنگ برنگ شتاب پیالان کو بہار

دھنگی ہزار رنگ کے پہنا دین ابر کو
موج ہوا آتش کی ہو زرد پوشش ایکی بار

تقسیم کر دین فرقہ غنچے مین حل تقدیر
دین دو سٹے کر رسالہ گل ہوا پیدا اس

کھو دین کہ چار مہر سے گلشن کے غنچہ باغ
چار آنہ کو بیچ سکے نہ مستقد کا ر

دارو دو گولی پر بنغان سیکدی کی بیچ
رکھے شراب سوا بھی کمر کیسہ زینہار

بند وقین بہر شیشون کو ...
آکر شتاب صحن چمن مین کرین گذار

شیشے میں بیچنے نواز بیان بیچ اب ...
بیٹھ وہ کر ناسکے بیچانے کا اختیار

یا دور اگر ... آن دیکھ لو
پایا ہی اہر مطلع تازہ سے نے اشتہار

مطلع ثانی

ترکش لگا کے دینے کو تصحیح بہار
گلگون پہ اپنے ترک ہزارا ہوا سوار

لازم ہے تجکو پیکے شراب طرب کا جام
گر مرد ہے تو سیر گلستان کر ایکی بار

اس کال میں نہیں کہ جہان آب شمشیر سے
کرتا ہو وے کھینچ کے شمشیر آبدار

غصے سے یکبیک گلے کٹتے مرتے ہیں کہ ہو
گرداب ڈھال رو کی ہے بار ہے حباب

بن خود ایک دم نہیں ہتا سر حباب
ڈالے ہوے ہے منہ پہ جھلم سنگ آبشار

اندام جو یار پر اب عکس تاک سے
بکتر سجے ہی دیکھو ان کو یا البل کو بہار

ق
جاتا ہی جیتا نکی جو بر وسیدگی پہ ہم
ہوتا ہے اس یقین کا دل میں چمن گذار

رنجک ہی بھرے شق آوڑا یا کرے ہے برق
گولی ہی ڈھالتا ہے سحاب تگرگ بار

آواز توپ ور ہے گا رعد روز و شب
کرتی ہے نہ سپہر سے جا اُس طرف گذار

تھا جسقدر کہ سبزہ خوابیدہ پیدا
سنکر زمین سے چونک اُٹھا ہو کے بیقرار

گر یار چہ بھی ابر سیہ کا ہوا ہے
گجنال کی طرح سے چنگھاڑ ہے بار بار

آسودگان خواب عدم بھی ہے عبث
اُٹھ کرکے خاکدان سے کرینگے شور آشکار

کرتے ہیں طائران چمن اب یہ زمزمہ
یارب یہ اسکے سال قیامت ہے یا بہار

طاؤس

طاؤس نام وہ جو ہین اس فوج کی نقیب	ق	کرتے ہین یہ صدا کہ جوانان لالہ زار
باہم سے دستہ دستہ جدا ہوکے ہین رہے		جلدی سے باندھکر کمر کینہ استوار
میدان صاف کرتی ہی جاروب باد تند		تا وقت کار دامن گل سے نہ اولجھے خار
صد برگ و جعفری و گل اشرفی نی آب	ق	کیسر پیے بانے کرکے یہ باہم کیا قرار
سنمکھ صف نشون خزان آوے جسگھڑی		ہوکر او تار سے کھچیے میدان مین کارزار
استادہ ہی جدھر علم سبزہ خاک آ	ق	پانی کی جسطرف کو زمین پر چلی ہی دھار
بھالا ہی اور برچھی ہی بلم ہے اور سبیل		خنجر ہی اور تیغ ہی جمدھر ہی اور کٹار
ہر آن ہین ترانہ بلبل کہو اسیطے	ق	ہی اندنون یہ شغل تجلی کار و بکار
از سایہ ہاے بید موله بہر طرف		وارد زمین بکان سپہ توز در کنار
ترک صبا کہی ہے مرا تیر بادگشت		ہو پشت پر حریف تو نکلے جگر کی پار
خالی سمجھکے ہاتھ کو اپنے ہر اکدم		مانگے ہی برگ بید سے خنجر کو ہر چنار
دامن کو باندھ باندھ ہوتی مستعد جو سرو		قمری ہر اک سے کہتی ہی یون نعرہ مار مار
ایسا نہو کہ طعن کرین ہم کو بلبلین		لڑیو قدم کو گاڑ کے یاران طرحدار

نرگس کو باوجود بیماری شدید
للکارتی ہے یون کہ دو بنیان موجود ہی
سر کیے سے سرو درخت سے ہنگامہ ہی کا شغل
لیکن تو دیکھیو کہ جدا اوہ گھڑی کرے
سر اسکے سرو درخت کو غصے کی اندیشن
دل مین غرض ہر ایک کی مین کیا بیان کرون
سکھلین بجای دانہ شر رکھے بہت سبز
القصہ آج بیک صبا ہی مین صبح دم
قتل خزان پہ مستعد ایسا کہ جس لیے
ایسا تو اس سے آج تلک کچھ نہین ہوا
پیسنگے دیکھ دیکھ مری منہ کو کہ ان
دین ہی مین سبز تو اکثر باندھ کر
ایسا ہجوم کو خزان کر دی پیچھی تو شور خلق

اسیر چمن مین آن سکے وہ ناتوان زار
مالے تو دیکھیو ان آنکھ سہی عصا کا ار
ق کہتا ہے گر یہ باغ مین تشنیش ہر تری ہے یار
کتنون کے سر مین تو شور ہون ہر بار
کچہ آگ سی لگاوی ہے دیکھو تو اعتبار
ق پایا ہے آتش غضب کین نہ یہ قرار
دیکھے اگر انار کو جسمی مین لے فشار
ق پوچھا یہ سن کہ لیتا ہو کا نام
کی جمع فوج قاہر و اتنی کہ بے شمار
تاں امر سلطنت کا نزالا ہے اختیار
سنتا ہے ای عزیز تو کا فر کہ دین دار
گلدستہ کی طرح ہی تو ہر شاخ برگ بار
بعد از نزبیکے ہی خزان ہی آ

ٹک چشم منصفی سے تو اعمال اُسکو دیکھ — کیسی کی ہے وہ گلشن دنیا میں آب و جار

نانا کو جسکے بوجھو تو راکب براق کا — دادا جو دیکھ مشرق و مغرب کا شہسوار

بدخواہ دولت ایسے کا ہووے جو کوئی مختصر — اور سینہ صفحہ کشتی کرے خاور کا تاجدار

آخر وہ گھرانے کا بندہ ہے زر خرید — پس کیوں نہ وہ کرے جسے اتنا ہو اقتدار

ایسا یہ خاندان ہے کہ نسبت سے فلک — کرتا ہے جس جگہ کی غلامی کا افتخار

رکھے جہان کا داغ غلامی جبین پاہ — ماہی سے دل میں جسکی اطاعت کا خار

ق

اثبات تجھ پہ جرم نہیں اُسکا اب تلک — اپنا تو اعتقاد ہے اتنی گنہگار

یکبار لعن کر کے طوطی یزید پر — بے اختیار ہو کے کہے صد ہزار

لیکن یہ دیکھیو کوئی دن میں بضرب کفش — گلشن سے اُسکو کھینچ نکالینگے کر کے خوار

سنکر غرض یہ پیک صبا سے بن کہا — ہے کون ٹک بتا تو مجھے وہ بزرگوار

ص

کہنے لگا کہ تجھ سے تعجب ہے یہ سخن — اتنا تو ہو کے عاقل و دانا و ہوشیار

یہ رمز اب تلک نہیں سمجھا ہزار حیف — ہے یہ وہ جسکے خوان کرم کا تو ریزہ خوار

یعنی وہ سیف دولہ بہادر کہ جسکی تیغ — کرتی رہی سدا سر اعدا پہ کارزار

جب میں سنا زبان صبا سے یہ نام پاک | وہیں پڑھا یہ مطلع رنگین و آبدار

مطلع ثالث

دیوے نہ تیرے نام سے گلشن میں گر بہار | پھولوں کو آب و رنگ کا لیتا ہو ناگوار

تیری سخا کی یاد سے وا خاک پر نہال | پھل لاوے باغبان تو ثمر دے نہ شاخسار

ناخن بغیر غنچوں کی گانٹھیں نہ کھل سکیں | تیری سخا جو یاد سحر سے نہووے یار

ہی خانہ جہان میں کرم سے تری بہم | کوئی شکستہ حال بجز توبہ و خمار

برسا تر اسحاب کرم یہان تلک [illegible] | ہوتا ہی رنگ آتش یاقوت آبدار

جو کچھ کہا میں اسکا [illegible] | یہان ارشہ ہی شجاع وہی ہو سکا شعار

وا داد تیرے کا دست کرم کیا بیان کرین | سائل کو نان و حلوا [illegible]

رکھیو اب آگے مطلع تازہ پہ گوش جان | خورشید کی ثنا کوئی کرتا ہی ذرہ وار

مطلع رابع

موج گہر سے [illegible] اودھر کرے گذار | گر اسے ابر فیض سے آنکھ کہے بار

اور اسکی پشت [illegible] | اثر [illegible] رہے حرب جب [illegible]

یکدم جو اسکی تیغ کی پرسش نہ رہا ہو
اجزا جو منجمد ہین جمادات کی سبب
جس تودے پہ کہ تیر قضا کارگر نہو
تیرے بھی تیر و تیغ کی ہیبت ہی یان تلک
دراج کو منا ہی نہین پہنے جو زرہ
ارجن سے کمان کو ترے کچھ کھینچے
جس سمت تو کریگا تو میدان پیچ و تاب
رویین تن اوسکے آگے پس پشت [illegible]
سوفار تیر بولے کہ سینے پہ اسکے [illegible]
دل پر مرے یقین ہے کہ میدان جنگ مین
گو ہر کہے اس آن مین رستم کا ناؤ
ق مرنے کا جسکے پیر زبونی کی روز
تیلا ہر ایک پالی ہی ہو کر [illegible]

دل مین اگر خیال کرے اپنے کو سپاہ
پاجا دین جون ہم اس جان پل مین نیستا
خاکی کو اپنی اسمین سے پھوڑ کے [illegible]
تا دشمن و طیرنے کی سلح پوشی اختیار
ہر ایک گرہ اونکے بدن پر پیکر جا
اپنے تئین تو کھینچا اسکا بہت نکار
گر زندگی عزیز ہے سمجھا تو کر فرار
لے شرق تا بغرب اگر باندھ کر جا
پیکان کر رکھ کے جا دل مین جنگ کو پشت
لگا ہے تو ملوک تین کھینچ کر شکار
ہیبت انکا اگر یاد کرے سامع یار
[illegible] مین تیری سلطنت [illegible]
ڈھے [illegible]

ہو جسم سے علیحدہ پا و بحر سر عدو ق نیزے ترے پہ گر چمن رزم میں قرار
قمری ہر ایک بول اٹھے یونکہ ایکی سال لایا ہی کسکے بیچ میں قدم سرو بار
یون ہر عدو کی سینے کو اسمین پرو دی تو جون سیخ مین کباب کی ٹکڑوں کو یاد جو آر
وصف سپر تو کیا کرون جسکا ہر آب بے مثال ہو جا ہی روز رزم عدو کی گلے کا ہار
گلگون کے تیرے وصف مین کیا بیان کرون ق گرد اسکے کھینچے جب گل رنگ حنا بہار
اس حصر مین کہ ہی وہ اصلح شوخ عیان تڑپے ہی جون نسیم چمن ہاتھ کی بیقرار
راہون مین پیکا جو پھری سطح آب پر ٹوٹے حباب سم سے نہ اسکے نہ زینہار
مشرق کی سرزمین سے مغرب کی سمت تک ق اس برق وش کو پھینک ہی کر بیٹھ کو سوار
اس عرصے مین پھر آئی کہ شاید نہ جو بپا گر پھینکنے مین نعل سے اسکے چھٹن شرار
چھین ہون تیرون کا عدو کی تری غلام ق میدان کے روز تجھے جو ہو جائے دو چار
وہ چھلے سے تیرا سے تو جاتا دہ یون نکلے اڑ جاتی یا دشمن کی آگ سے جون غبار
ترے تیر کی ہی جاہ کے مین کیا بیان کرون ق جسکی تئین نہ وہم فلک کرسکی حصار
ہوتا نہ رنگ اطلس گردون ہو نیلا کبھی خیمے کو آسمان کی ترے تھا یہ جامہ ادار

شمشیر کہکشاں سے کے تئین بھی برای چوب / دو کر کے چیر کر تو نہ بنتے وہ استوار

تھے مہر و مہ بھی خوب سے کچھ بادشہونکو / پر مُندرس ہیں برسون کی اتنی کہ بیشمار

لیکن مگر خطوط شعاعی کو اُس میں سے / ٹٹو اسے تئے طنابین سو کھتا یہ پود و تار

سرکار عالم فلکی میں تو کچھ نہیں / میخون کیواسطے ہین زمین پر یہ کوہسار

قالین کا اُسکے فرش کی اتنا ہی عرض و طول / صد فصل گل نہو سکے جسکے نمونہ دار

جتنا ہی سطح روی زمین اسپہ گر آگئے / جس فصل مین بچھاؤ تو ہو موسم بہار

جس آن تو قدم رکھے اُسپر برای جشن / کھل جائے دیکھتے ہی تجھے چشم روزگار

اور ہوئیگا بھی یون ہی تو خاطر کو جمع رکھ / صدقے سے پنجتن کے بنا تید کریگا

سودا اگر ہے ہی غرض کہ تیرے خزانے سے / پھر پھر کے سیر ہی لینا ہے مجھکو زر عیار

بالفعل اس قصیدے کا مانگے ہی یہ صلہ / اُسکے تئین خطاب دو جو زر میبار

کیسے میں دوستون کی تری شکل نا ہو پھر / ہو سیم و زر ہزار ان میں کیا لیل و نہار

ہاتھی کے ساتھ ساتھ ہو کھانا چلے عدد
مفلس ہوں کچھ دلا مجھے نواب نامدار

قصیدہ تعریف مین وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر کی

گر فلک اب یہ مہربان ہووے ق جون تگرگ ابر در فشان ہووے

وہ خلل کیا ہی کہ اسکے بیچ جتنے کا کسی انسان پہ گمان ہووے

خلق کو اتنا سدرہ سے استغنا نہین ممکن کہ وہ بیان ہووے

رہرو آگے اگر پڑا اپنے گھر دور ٹھوکر سے گردان ہووے

[illegible] پہ نشین اب سے کبھی قفل و پاسبان ہووے

[illegible] اپنا چنپا ہی جب [illegible] کے قاصر اسکے کہنے مین زبان ہووے

جو کہ ادر [illegible] کہ ساتھ [illegible] چاہیے رشک خسروان ہووے

ایسو کمیا نہ [illegible] ایسے در نہ یہ آسمان ہووے

وہ نور دن کی نظر [illegible] [illegible] اسکے گرد کا روان ہووے

و دروازہ [illegible] اسکے [illegible] [illegible] ہان فیل و فیلبان ہووے

[illegible] [illegible] گشت [illegible] ہووے

جسم

نہین بر مین کسیکے اب وہ لباس
کہ قیمت مین جو گران ہووے

نہ کوئی باندھے جب تلک ہتیار
نہ طلا یا نہ تیر نشان ہووے

خوان نعمت نہین ہے ایک کا یون
جسپہ تا سو نہ میہمان ہووے

عیش و عشرت سے ہی سدا مسرور
پیر ہو کوئی یا جوان ہووے

ہی جو کچھ جس کنے ہی اسکی عطا
آصف الدولہ اور جہان ہووے

دیکھ سکے جسکو خلق ہوتے ہے
تو ہوا اور عمر جاودان ہووے

پرورش انکو یون ضعیفون کی
تجھ سوا زیر آسمان ہووے

ور دولت سرا تلک تیرے
آوے جو تو پہلوان ہووے

کم نقل جو نظر پڑے تیری
وہ ذلیل اور نگران ہووے

ہی جتنا تو محال ہے یہ سخن
حکما کا غلط گمان ہووے

سب جگہ ہے مگر بلا احسان
تیری بخشش سے بحر کان ہووے

لین گردون سے عمر بہر ہے دولے
جسجگہ ہم تو ہم عیان ہووے

چپکے بیٹھے رکھو جو سے تو قدر
قدر دانون مین [illegible] ہووے

کیا عجب ہے تری مروت کا ق جس جگہ ذکر اور بیان ہووے
لعل و یاقوت کیطرح اوس جا آب و آتش کے تن مین جان ہووے
دہر مین حسن خُلق سے تیرے ق خلق رطب اللسان ہمان ہووے
بو سے مذکور خلق کے تیرے دہن خلق عطردان ہووے
جل سے بیجا ترے قلمرو مین کب توانا سے ناتوان ہووے
ذرہ خاک کی حفاظت کو بادتند آکے پاسبان ہووے
سنگ اس عہد مین ہوان شیشہ گر کے جہان دکان ہووے
آگے تجھ تیغ کے عدو کا اگر ق دل پہاڑ آہن استخوان ہووے
کاٹ اوسکا سپہ گری اوسکی روز میدان کے امتحان ہووے
کوئی اوسکا نہو جو رونے کو دیدۂ زخم خونچکان ہووے
تیر تیز انگاہ چشم قضا اوسکو دیدار دشمنان ہووے
باد سیپا ترا تعالے اللہ ق جلوہ گر آکے وہ جہان ہووے
زیر ران دیکھکر تڑپ اوسکی خلق کو اوسپہ یہ گمان ہووے

کیا

کیا عجب ہے کہ برق کا شعلہ | اُسکے سینے کے درمیان ہووے
صرصر اُسکے قدم کو پہنچ نہ سکے | ٹک کشادہ اسکی گر عنان ہووے
جہد کرنیکا دل مین ہو جو خیال | ق | مجھسے آگے تو کیا بیان ہووے
اس جگہ تک جہان جیسن کا بُعد | دور از وہم انس و جان ہووے
لاکھ بار ایک پل کے عرصے مین | پونہچے جس جا سے پھر وہان ہووے
فوج کا تیرے کر سکے نہ شمار | گر عطارد حساب دان ہووے
کثرت اُسکی سے جب تو ہووی آ | بسکہ پر گرد آسمان ہووے
آنکھین مثل سپہر ہو سے نور | جیسے شیشہ پہ تابدان ہووے
دود ہووے بلند تو یون کا | ق | آتش انگیز جب دہان ہووے
سقف حمام جس طرح ٹپکے | قطرہ زن چشم اختران ہووے
اُسکی آواز سے بدہشت ہو کوہ | ق | زلزلہ میں جہان تپان ہووے
ٹکٹ دست جسطرح سیماب | حالت کوہ یون عیان ہووے
دی ہے جو حق نے شکو حشمت و جاہ | فہم وان تک رسا کہان ہووے

تیرے خیمے کی اک ہو جو طناب   نصف اسکے نہ کہکشان ہووے

تب تجھے اس بارگہ میں جب مسند   رشک صد تخت خسروان ہووے

قالین اسکی ہر ایک پا انداز   بہتر از باغ و بوستان ہووے

دیکھیے تب تجھے کہ تو جس دم   بیٹھکر اسپہ حکمران ہووے

اور سر گرد تیرے تھیں ہی آن   ق   کوئی نواب کوئی خان ہووے

دست بستہ مطیع فرمان کا   رو برو زیر سایبان ہووے

تجھسا آفاق میں ہو جب ممدوح   اور سودا سا مدح خوان ہووے

نہیں شایان کہ عرض مطلب کی   اسکی ہر بار بر زبان ہووے

اب دعا دو کروں ہوں سنکو جسے   آمین آمین تجھ سا ضراران ہووے

شادی و عیش و خرمی ہر روز   آگے تجھ دیسے توامان ہووے   ملی،

جاہ و دولت کا تیرے تا بہ ابد   حق تعالیٰ نگاہبان ہووے

قصیدہ تعریف میں بسنت خان کے

کل حرص نامے شخصے سودا پہ مہربان ہو
بولا نصیب تیرے سب دولت جہان ہو

گر اشرفی روپی کی خواہش ہو تیرے دل مین
ظاہر ترے پہ ہر جا گنجینہ نہان ہو

لعل و گہر کی ہووے تجکو اگر تمنا
مصرف کے بیچ تیرے آیا بحر و کان ہو

عمدہ تو اسقدر ہو سرکار بیچ تیرے
سور و ملک سے زیادہ خیل ملازمان ہو

جاہ و جلال یہان تک دیوے تجھے زمانہ
جب ہو تری سواری صد فیل پر نشان ہو

گر ملک چاہتا ہے تو تخت بیچ تیرے
ہندوستان سے لیکر اور تا باصفہان ہو

آگے تو کیا کہون مین دل چاہتا ہی تیرے
قبضے مین سب لے زمین سے اور تا باسمان ہو

سنکر یہ حرف بولا سودا کہ قدر و قیمت
کب اشرفی روپیے کا نزدیک عاقلان ہو

یہ تو برے ہین اتنے آفاق مین کہ جنکو
کیسے ہی دور کیجے کام اپنا تب روان ہو

عمدہ تو وہ کوئی ہے نزدیک فہم جسکی
اہل کمال آگے دنیا مین عز و شان ہو

رتبہ نکو سے بہتر دنیا مین کیا نشان ہے
یہ بھی کوئی نشان ہو جو فیل پر روان ہو

لعل و گہر جو یہ چمکے ہین پتھر ہین اور پانی
یہ تو ہم آنکھو پیش ارباب بہتان ہو

ملکون کی سرزمین سے تو سل کیا ہی ہوا خوش
دو مشت خاک جسمین اک مشت استخوان ہو

ارض و سما کا ہونا قبضے کے بیچ اپنے — سب بے دعوی خدائی کیونکر مجھے گمان ہو
جو کچھ کہا ہے تو نے تجھکو یہ سب مبارک — ق — میں اور میرے سر پہ میرا آستان ہو
دیکھے سے جسکا جلوہ یا سینہ طینتوں کی — آنکھو نکو اس ہووی حجاب کی تئین امان ہو
جو مرتبہ جہان میں ہے بی نیازیوں کا — سمجھے ہی وہ جو کوئی اسکا مزاجدان ہو
یہ وضع لاابالی رکھتا ہی وہ کہ ہرگز — اشعار میں غزل کے ممکن نہیں بیان ہو

غزل

بلبل کو گاہ سنکر انعام گلستان ہو — پھولوں کی بو سے گاہی گلشن میں سرگران ہو
لاکھوں دے جس جگہ میں گر کیکو خبر ہے — بکتا ہو یک نگہ پہ یوسف تو وہان گران ہو
جس قدر و مرتبے میں ہی بی نیازی اسکی — پرداو آشنا کی قدرت کہان کہ وہان ہو
رخصت نہ دیوے خاطر یہاں گوشہ نگہ کو — عالم کا گو کہ اس میں برباد خان و مان ہو
گو معدلت پہ آوے وہ گلشن جہان میں — آنکھوں میں باغبان کے بلبل کا آشیان ہو
مشت حباب جوں سے مرغ ہوا نہ چھوٹے — شبنم کے دانوں میں ہوائی کا گذران ہو
جب ناتوان کی اسکو منظور پرورش ہو — مور اسکے سایے نیچے آوے تو پہلوان ہو

سید ا.ا.

میدان میں جب کھڑا ہو استاد سے وہ اپنی | ق | حلقہ بگوش اسکے ہر چند وہان کمان ہو

بندہ ہون لیکن اُسکے مین تیر کی وفا کا | بیٹھے وہ خاک و خون مین اُس سے جو جہان ہو

خورشید اُسکی خو کا ذرہ جو ہو معاتب | ہیبت سے دن بدن وہ جوبن مین ناتوان ہو

جوہر تو کیا بتاؤن شمشیر کا مین اُسکی | جسکی برش اُسی سے دانا کو امتحان ہو

کرتا ہون ذکر جس سے اُسکا وہ کون کہیے ہے | جیب رہ گئے کہ دلکو یون ہی کہین امان ہو

سُنکر وہ شخص بولا ہم بھی ملینگے اُس سے | یا سو وہ ہو وہی ہو اسمین یا جان کا زیان ہو

یہ حرف اُسکے مُنہ سے نکلا تو سُنکے سودا | کہنے لگا غلط ہے ای یار یہ کہان ہو

گہ دلمین گاہ جی مین گہ چشم مین بسے ہے | ملنا ہو تب معین اُسکا اگر مکان ہو

ہو وے بھی گر معین اُسکا مکان تو کسکو | وہان پہنچنے کا تا دان وسے لگے گمان ہو

مجلس کے داب سے وہان یہ دور ہے واثر | پروانہ بے اجازت نزدیک شمعدان ہو

طاقت ہے یہ کہ باہم حضار ہون مخاطب | ہر اک کے گو دہن مین جون غنچہ سو زبان ہو

ایسا ہون ایک مین بھی جا کر حضور اُسکے | مطلع اگر پڑھون یہ دل اُسکا شادمان ہو

مطلع

صحن چمن میں گلگون گر تیری زیر ران ہو
ہر گل پیادہ ہو کر وہاں طشت قو کنان ہو

ٹک چھیڑے روش پر گر اسکو تو جب تک
جس طرف تو پلٹے اُس اُس طرف قران ہو

انداز چھیڑنے کا یہ کچھ ہے جو کہاں میں
ٹک وہم ڈانٹنے کا دیکھے جو درمیان ہو

ان سرعتوں سے پہنچے تیغی کی اوسکے اوپر
عرصہ یہ شش جہت کا دام کبوتران ہو

کہتا ہے وہ جو دیکھے اُس پر سوار تجھکو
یا رب ہمیشہ تمکین یہ اسپ یہ جوان ہو

شان و شکوہ تیرے ہاتھی کی کیا کہوں میں
چرخی بجا ہے اُسکی گر چرخ آسمان ہو

ہی سر بلند اتنا یہ تو عجب نہیں ہے
انگس ہے یہ ماہ نو سے گر دست فیلبان ہو

مستک پہ رنگ اُسکی اسطرح جلوہ گر ہے
گو شام لا کہ پھیرے یہ لطف پر کہاں ہو

دانتوں کے بیچ اُسکے ہے جسقدر کہ سونڈا
وصف رخ اُسکا کچھ تو کیا بیان ہو

اس دانت سے تو ہم اُس دانت تک جو گذرے
پہنچے نہ ایک دن میں تا شب درمیان ہو

ابر سیہ ٹپکتا آوے ہے جس طرح سے
مستی میں جس اُسکے چلنے کا یوں عیان ہو

اس قد و قامت اور پر جس ہی کہ اُسکی
زنجیر پا بجا ہے گر زلف مہوشان ہو

پایل جھبول سا کر کیا کہوں میں خوبی
اصلا کہیں جو اُس میں شوخی ہو یا تکان ہو

رخ تیغ

گج باگ تک مہاوت چھیڑتے یون چلدی — عاشق کی وصل کی شب جسطرح شادان ہو
ہاتھی مین یہ حلاوا ایک ہو سوای اسکو — تشبیہ پایے جس سے رفتار خوش قدان ہو
رکھے عدا جہان مین اسکو ہمت گرنہ — تشبیہ مین مسلم کب نزد شاعران ہو
جسوقت تھان پر سے کھولی اسے مہاوت — ہمت سے تیری اسکو خطرہ یہ آشیان ہو
دیوینگے بخشش مجھکو ناحق کہین صلہ مین — یارب حضور جاؤن تو وہان شرح خوان ہو
اور دیکھیے تو سچ ہی خطرہ یہ اسکی دل کا — ہمت سے تیرے کیونکر اسکو یہ گمان ہو
ادنی جو مرتبہ ہی ہمت تری کا اسکو — پوچھے نہ وہم حاتم جبتک نہ زر بیان ہو
ابر ہم سے تیرے گر بخشش گہر ہے — یکقطرہ جو بخشش بارے تو بحر بیکران ہو
خورشید دست سائل ہو جای آسمان ہے — تیرا صلہ تو ہمت جسوقت زرفشان ہو
لیکن نہ سمجھیو یہ اس گفتگو سے ہرگز — منظور مجھکو تیری ہمت کا امتحان ہو
کسواسطے کہ مجھکو اتنا ہی چاہیے ہے — جامہ ہو ایک تن پر کھانا نیم نان ہو
سو تو زیادہ پاس سے تیرا کرم ہی مجھ پر — کفران نعمت اوپر قادر نہ یہ زبان ہو
اتنی ہی آرزو ہے کچھ مجھ کو جو باقی — مصروف جہان مین اسکا تیری قدم کی نشان ہو

سب جبہ کے ہر کوئی دروازے تیرے آکر / بیٹھے جو تیرے در پر وہ سنگ آستان ہو
تا مہر و مہ فلک پر یارب رہیں درخشاں / یہ آستان دولت مسجود دو جہان ہو

قصیدہ مدح میں شاہ عالم بادشاہ غازی کی

ہے استہار تجھسے مرا اے فلک جناب / رخشندگی ذرہ ہے از فیض آفتاب
اک تخم ہو نہیں خاک نشین زمین شور / نشو و نما دے مجکو کرم کا ترے سحاب
ہے یہ جہان میں وہ درِ دولت ترا کہ یان / ناکام بخت آن کے ہوتا ہی کامیاب
قطرہ تجھے ابر فیض سے پونہچے جو سوے بحر / جاوے رگڑتی چرخ کو موجِ درِ خوش آب
دریا کو سیر کشتی سے تیری ہو شرف / لاوے عجب نہیں جو ہما بیضہ حباب
روشن دلونکو گر نہو مسجود در ترا / رکھے نشان سجدہ جبین پر نہ ماہتاب
معراج وہ نبی کی جو ہے عرش کی یہ / معراج امت اسمین جو اس جا ہو باریاب
یہ عدل ہے ترا کہ قوی کو ضعیف پر / ق گر سے اب تعدی کا اتنا ہی اجتناب
گنجشک کے چلے نہ وہ تیر آشیان تلک / پر گیرے مین لگائے جسکے پر عقاب

ہیبت

ہیبت سے کانپتی ہی مثال ہی اب آسقدر
ہو جای کیا عجب جو عرق بید گر شراب

پہونچا نہ تیرے عہد مبارک مین اکر وزن
از دست محتسب کوئی پایا ہی احتساب

سامان تیرہ روزی ہی بہر سر عدو
تیری وہ تیغ قبضہ ہی جسکا سیاہ تاب

کیا تاب ہی عدو کی جو ٹھہری ترے حضور
سنکر نہیب قہر کو تیرے گرہ عتاب

ہر پرت پرت کوہ کا یون اُڑ چلی کہ جون
کھل جای باد تند سے شیرازہ کتاب

جز ماہ نو قرینہ نہین تجھ کمان کا
ترکش کا چھٹ خطوط شعاعی نہین جواب

اُس رخش برق وش کی ترے وصف مین سنا
مین نے کیا ہی مطلع روشن یہ انتخاب

مطلع ثانی

رانون مین اوسکے صورت سیماب اضطراب
چالاک تر خیال سے اور وہم سے شتاب

گلگون بھی اُسکو کہیے تو ہی یہ سخن بجا
آتی ہی بس جسکے عرق سی بہ از گلاب

تک رہ عنان کشیدہ تو اُسپر گہ خرام
ہی آرزو صبا کو کہ بوسہ دے بر رکاب

بخشی جو تجھکو حق نے جوانی مین سلطنت
شیب زمانہ کو یہ ہوئی خواہش شباب

نزدیک شام کچھ یہ شفق پھولتا نہین
کرتا ہی چرخ پیر حنا باندھکر خضاب

اس بارگہ کو کیون نہ فلک مرتبت کہون
جسکی بلند کاہکشان سے ہے ہر طناب

استادہ ہونے مین یہ ہی کچھ اسکی عظم شان
اٹھتا ہے جسطرح شفقی رنگ ہو سحاب

رفعت ہر ایک چوب کی برتر خیال سے
کونی مین نظر وہم کے آوے یہ کیا حساب

خوبی مین بادرشیون کی اسکی مین کیا کہون
جون معجز نبی سے ہو دو حصہ ماہتاب

اس اس وش کی قالئی گلگون ابھیہ فرش
دیکھی نہوگی موسم گل کی کبھی سحاب

بیچ حمل کیطرح سے ہے اسکی بیچ تخت
تو اسمین یون شرف کہ ہو جون برج آفتاب

سودا کرے ہے ختم دعائیہ پر سخن
اس جا نہین ہے طول سخن مقتضای داب

اس تخت پر بسند اقبال بیٹھ کر
کرتا رہے تو شادی نوروز ای جناب

قصیدہ مدح مین وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر کی

سودا یہ جب جنون نے کیا خواب و خور حرام
لائے گھر اوس طبیب کی ہے عقل جسکا نام

احوال اسکا دیکھکے کہنے لگا طبیب
اب فصد و مسہل اسکے لیے ہے تشدید تام

کہنے لگا سن اسکو وہ دیوانہ در جواب
مجھ مین لہو کہان یہ ترا ہے خیال خام

جو کچھ کہ میرے تن میں لہو تھا سو اسکی سیل
مسہل طلب کرے ہے غذا کی زیادتی
کیا سعد نے اس علاج سے کہ اسکے یا خدا
تب اُن نے اُن کو کہا تھا آ شمیں علاج
[illegible] حضور عرض یہ کرتا تھا سامنے [illegible]
تشخیص ہی یہ تو نے تپ دق بہا سے [illegible]
ای وہ کہ تیرے عدل کی نسبت بنا ہوا عالم
دیتا ہے تیرے عصر میں ای عادل زمان
کیا کیا لیا ہے خوبیوں سے حق نے تجکو خلق
مذکور حلم کا میں کرون یا بیان خُلق
تیرا ہی بار حلم ہے ای صاحب وقار
آوے نسیم اگر چمن خُلق سے ترے
تجھ نعرہ غضب کی یہ صولت اگر سنے

عامل نے خیر آباد کے پیکر کیا تمام
سو جنکو [illegible] بھی گئے [illegible]
تا اپنی [illegible] وہ اک دن [illegible]
اس [illegible] لگا تھا شوق [illegible]
[illegible] سے اپنا انتقام
[illegible] حاضر ہوا غلام
خوش ہو [illegible] کا ہے انتقام
[illegible] الکس [illegible]
ابنا سے روزگار کے ای خسرو [illegible]
یا میں تری شجاعت و ہمت سے اب کلام
کشتی شناوران کا جو پانی پہ ہے قیام
خوشبو ہوا بیوں کا ابد تک رہے مشام
فیصل ہوں بر و بحر کے باشندگان تمام

زہرہ ہو آب سینے مین ہیبت سے شیر کا
تڑپے نہنگ پیاس سے ماہی ہو جان بدام

اشجع تو اسقدر ہے کہ میدان مین روز جنگ
کیا تاب روبرو ہوون تری رستم اور سام

قالب تہی کرین وہ قلم اسکی دیکھکر
تصویر تیرے تیغ کی کھینچے جو بے نیام

تیغ سخا بھی ایسی ہے جس سے بملک دل
پاتے ہین گڈھے غمونکی بیک ساعت انہدام

سائل کے گھر مین کب تری بخشش سما سکے
جب اسکے گھر کا تا بفلک ہو نہ پشت بام

باغ جہان مین آج تو وہ نخل سبز ہے
پاتے ہیں چار فصل ثمر تجھسے روم و شام

تیرا ہے اب بروی زمین ای فلک جناب
بے قفل و بے کلید در فیض سے ہے مدام

پیدا ہو خواص سایے مین اسکے ہما کا
تجھ مزرع کرم سے چگنے دانہ گر حمام

مین رخش باد پا کی ترے شکل کیا کہون
سمجھ تو حور کا ہے وہ لیکن فرس ہے نام

اٹھے غبار جسم سے نہ دیکھا کہ جب عنان
اچکی جو قاش زین سے زمین پر یگانہ گام

پہنچا نہ اسکا سایہ بھی اسکے قدم تلک
تا اسکی تو نے روبین عنان کو لیا نہ تھام

اعدای بدخصال کی تنبیہ کے لیے
اس برق کش کی پشت پہ تیرا ہو جب قیام

ہو ظفر فتح کنان ترے اقبال پیش پیش
نصرت کرے جلو تری اور فتح اہتمام

تو وہ وزیر ہے کہ حیران ہو رہین　　شاہان عصر دیکھ کے تیرا یہ احتشام

کچھ کم نہین جہان مین سلیمان سی تیری جاہ　　گو اسم یہ آصف دولہ ہی تیرا نام

مطبخ کا ایک خرچ ترے کیا بیان کرون　　اس ذکر کو کفاف نہو صد زبان بکام

فیض اسکا اسقدر ہی جو اسکی ہین ریزہ چین　　خوان کرم پہ اسکے وہ دیتے ہین صلائے عام

رتبہ ترا ہی وہ جو کرے قصد ادھر کو وہم　　پونہچے نہ ماندگی سی بیک پیچ دو مقام

ذرہ کرے ہی خاک کا اسکے فلک پہ ناز　　جس گلزمین پہ سیر کو کرتا ہے تو خرام

تجھسے کی کوئی مدح وثنا کیسے ہو سکے　　مین کیا ہون کیا زبان مری اور کیا مرا کلام

اس نظم سے غرض ہے مجھے عرض مدعا　　مقصد مرا تسلیل پہ پونہچے باتمام

اپنی تری جناب سی اتنی ہی عرض ہے　　کس کس کا ملتجی ہون کہان کرون سلام

مت رکھ روا یہ مجھپہ کہ عمال سو شین　　تیری سلامتی مین کرون مجرہ و سلام

انصاف ہی کہ وہ ہو عطا اس جناب سے　　اور رو نگی مین سماجت منت کرون مدام

دیہات جو ہین مصرف مطبخ کی انمین سے　　اس قد کی عوض ہو مجھے صحنک طعام

ای گنج بخش خلق مرا ہی جو مدعا　　کرنا رو حضور ترے کسقدر ہے کام

سودا بس اب خموش کہ جاۓ ادب ہے یہ
اس نظم کا تو کر بدعا پہ اختتام

جب تک بفلک ہو وین مہر و ماہ
تا جلوہ گر رہین جہان صبح اور شام

دنیا ہو اور تو ہو الٰہی بجہ می
تیرے نصیب جام سے عیش ہو مدام

قصیدہ مدح مین عالمگیر ثانی کی

رکھے ہمیشہ تری تیغ کا رکفر تباہ
بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ

فلک پہ سبعہ سیارہ تا قیام حیات
عمل کرین تری مرضی شریعت کی ہمراہ

لباس پہ تو خورشید آسمان پہ رہے
ترے چراغ سے روشن ہمیشہ مشعل ماہ

سجود در سے ترے بہرہ ور ہون اہل سپہر
رہے رکوع مین تا قامت سپہر دوتاہ

لباس رشتے کے وا تو نمین سبحہ کی
تری ولا کو رہے اسطرح دلو نمین راہ

ہے نام پاک کہتے ہین جسکو عالمگیر
خدا ہمیشہ رکھے زیب و زینت افواہ

بجا ہے تجکو سلیمان جلال گر کہیے
کہ ہی وزیر کا تیرے خطاب آصف جاہ

علو مرتبہ تیرا نظر کرے جو کوئی
رہے فلک ہی کو اسکے بڑا نگہ شیخ کلاہ

شہا نسب جو تیرا آفتاب کو پہنچا ہر آسمان نے پھینکی ہے آسمان پہ کلاہ
ہمیں کلفت یہ فلک سیر کا ترے لیکن بغل میں غاشیہ اپنے چلا کہے ہے ماہ
کرے جب آنکے تو عزم پشت پر اسکی رکاب دے اسکے اقبال لے بسم اللہ
جدھر کو تو ہو جلو ریز پھر ترے آگے ظفر جو طرف ہو ہے تو فتح پیش نگاہ
جہان پناہ تری درگہ عدالت میں کسیکو دیوے اذیت کوئی معاذ اللہ
جلے جو شام کو پروانہ بزم میں تیری تو صبح شمع کے آتا ہے سر پہ وزر سیاہ
شرار سنگ سی خاشاک کو جو پہنچے ضرر لے آوے کھینچ کے دیوان میں کوہ کو کاہ
کرم بھی اتنا ہی تیرا ہی خلق کے اوپر کہ آب و قوت سے خالق ہے جسکی ہے آگاہ
امید عفو ترا آتا نہ بیچ ضامن ہے کوئی نکل سکے ہرگز کسی طرح کا گناہ
جو دشت فیض تو کھولے کسی پہ صدف تو موج آب گہر سے وہ نکلے کر کے شناہ
کرے ہے عرض یہ سودا جناب قدس میں زمانہ چاہے ہے تجھکو رکھے بحال تباہ
نتیجہ آستان پہ وسلے اب بھی طالع کی ہوا ہے آن کے حاضر یہ بندہ درگاہ
بس اب جہان میں کوئی خوش نصیب ہے مجھسا امید جسکی بر آئی ہو اتنی خاطر خواہ

کیا مین عرض کہ آنے سی زیر بال ہما ق جنھین حصول ہو جمشید کی سی شوکت و جاہ

پر انکو اوج سعادت سی میری کیا نسبت وہ پہونچے ظل ہما تک مین تا بظل الہ

غرض کرون ہون دعا تیرہ پر بہ حیثیت سخن ادب کی مرضی ہے طول کلام ہو کوتاہ

الہی تا ہو جہان تو ہو اور دنیا ہو جہانکی خوبی سے ہے تو ای جہانیونکی پناہ

قصیدہ شہر آشوب

اب سامنے میرے جو کوئی پیر و جوان ہے دعوی نہ کرے یہ کہ مرے منہ مین زبان ہے

مین حضرت سودا کو سنا بولتے یارو اللہ ہی اللہ ہی کیا نظم بیان ہے

اتنا مین کیا عرض کہ فرمائیے حضرت آرام سے کٹنے کی کوئی طرح بھی یہان ہے

سنکر یہ لگے کہنے کہ خاموش ہی رہ جا اس امر مین قاصر تو فرشتونکی زبان ہے

کیا کیا مین بتاؤن کہ زمانے مین کئی شکل ق ہی وجہ معاش اپنی سو جسکا یہ بیان ہے

گھوڑا لے اگر نوکری کرتے ہین کسو کی تنخواہ کا پھر عالم بالا پہ مکان ہے

گذرے ہے سدا یون علف و دانہ کی خاطر شمشیر جو گھر مین تو سپر بنیے کی یہان ہے

ثابت

ثابت ہی جو دگلا تو نہین ہو ذہن کچھ حال — تیرون مین ہی گیسری تو بی چلہ کمان ہے
کہتا ہے نفر غزے کو صراف سے جاکر — بی بی نے تو کچھ کھایا ہر فالی سی میان ہے
یہ سنکے دیا کچھ تو ہوئی عید و گرنہ — شوال بھی پایا ہمیا وک رمضان ہے
اس رنج سے جب چڑھ چکی چھتیس مہینے — تنخواہ کا پھر بیٹھنا اس شکل سے بیان ہے
لیتے ہین باین رد سیہی وہ تو دو ماہ — تک دھونس دھڑلے کی جنہین تاب و توان ہے
قاضی کی جو مسجد ہے گدھا باندھ کے اسمین — بیٹھا ہوا اس شکل سے ہر پیر و جوان ہے
ملا جو اذان دی ہو تو منہ موند کے اسکا — کہتے ہین کہ خاموش مسلمانی کہان ہے
بولا جو خطیب اسمین تو ماری ہی اک دھول — بات آگیا واعظ تو ٹھہر اور دبان ہے
تیغے کبھی اٹھ اٹھ کے ہر کسی مین خدا — نے ذکر نہ صلوات نہ سجدہ نہ اذان ہے
اور وہ جو ہین کم زور سو وان انکی بیٹھی — ریتی سے کے جو بیچے کی ہے ہر ایک کا ان ہے
اٹھ اٹھ کے دکھاتے ہین جہان تہین اپنا — دربار روا اس عہد مین جو خرد و کلان ہے
یون بھی نہ ملا کچھ تو ہر اک پالکی آگے — اس بیچ سے رسالے کا رسالہ ہی روان ہے
[illegible] — [illegible] کوئی [illegible] ہے

ہندو مسلمان کا پھر اُس پالکی اوپر
ازبسکہ تو ہم ہے جنازے کا گمان ہے

یہ سفر کی دیکھ کے جا صاحب ارتھی
کرتا ہی جو وہان عرض تو نی نا نہ نہ ہان ہے

گر ہوئے جا کر کسی عمدے کے مصاحب
اُسکی تو اذیت بڑی ہی آفت جان ہے

وہ چلے کے جو ذرا تو انکو تو بیٹھے ہین وزانو
کہتا ہی اگر اسنے تئین خواب گران ہے

بی وقت خورش اسکی جو لینے تئین جھوکے
سو کیا کہون تجھ سے کہ مصیبت کا بیان ہے

گھڑیاں کی جب بیٹھے ہوئے گنتی ہین گھڑیان
اور یہ خلال رو دو نمین جن سب دندان ہے

خمیازے یہ خمیازہ ہی اور حیرت یہ حیرت
منہ صورت سوفار کمر شکل کمان ہے

ق

جیسے یہ طبابت کی بھلا آدمی تو کر
سو دو سو روپے کا جو کسی ہیچ کا ہیان ہے

صحبت ہی یہ اس ہی اگر آقا کتئین جھینک
آوے تو وہ اُس سے بخشونت نگران ہے

دیتے ہین نگاتیر و کمان ہاتھ مین اُسکی
ٹھنڈی ہوا آئیگا کہ اُسوقت گمان ہے

اور ماحضر اوپر جو وہ نواب کو دیکھے
کھانا تو یہ کھاتے ہین پر اُسکو خفقان ہے

مطبوخ جو چستر وزہ ہی اور خرپزہ زیرہ
ہی دودھ یہ پھیلی تس اُپر گاؤ زبان ہے

اس ہین جو کہین درد اُٹھاتے ہین اُنکے
گر ادعا کی سینا ہی تو وہ ہیچدان ہے

کہتے ہین غرض مرگ سے لڑنیکو سپاہی — گر نوکری سمجھو طبابت کی کہان ہے

سوداگری کیجے تو ہی اُس مین یہ مشقت — دکھن مین بکے وہ جو خرید صفہان ہے

ہر صبح یہ خطرہ ہے کہ طی کیجیے منزل — ہر شام بدل و سکتہ سود و زیان ہے

لیجا جو کسی عمدے کی سرکار مین وہ جنس — یہ درد جو سنیے تو عجب طرفہ بیان ہے

قیمت جو چکاتے ہین ہوا صلح کی ثالث — سمجھین ہین فروشندہ پہ دینکا گمان ہے

جب مول مشخص ہوا مرضی کو موافق — پھر سیونکی جا کیسہ کے عامل پہ نشان ہے

پروانہ لکھا کر گئے عامل سے کئی وقت — کہتا ہے وہ پیسا ابھی مجھ پاس کہان ہے

اودھر سے پھر آئے تو کہا جنس ہی لیجاؤ — دیوان و بیوتات یہ کہتے ہین گران ہے

آخر کو جو دیکھو تو نہ پیسے ہین نہ وہ جنس — ہر اک متصدی سے سیان و تیان ہے

ناچار ہو پھر جمع ہوئے قلعے کے آگے — جو پالکی نکلے ہے تو فریاد و فغان ہے

دو بیل کی جا کر جو کہین کیجیے کھیتی — اور مینہ بھی موافق ہی جو تخمی تو سمان ہے

ہین خشکی و غرقی کے تفکر مین شب و روز — نے چین ہے دل کو نہین جی کو امان ہے

گر خان و خوانین کی لکھو کوئی وکالت — اُسکا تو بیان کیا کرون تجھ پہ کہ عیان ہے

پھر عمدے سے کے دروازہ پہ زین پوش بچھا
پوچھے ہی اجی مرد ہو نواب کہاں ہے

ہر گھر میں وہ جا ہے کہ میں فرو اندہ سا جھولوں
ہر کوچے میں جون آب چھڑکا ہو وہ وان ہے

دیوان ہے کے بخشی کے بیوپات کی جا صفیر
مانند گہنیا کے جہاں دیکھو تہاں ہے

ہر بات بلیتا ہی رہے صبح سے تا شام
پیپل کے پتے کی طرح منہ میں زبان ہے

لاوے جو کچہری سے وہ واہو تکا سا
للچاوے موکل کہ یہ کیا خوب مکان ہے

سو ما ہمہ بیٹھے ہی دولی پالتے ہیں
اور زر کے اجارے کا ابھی دو دن از نشان ہے

وہتے ہی جو غرض بیٹھے اگر ہو
گھر جا کی پکارے جو کوئی لالہ کہاں ہے

جب وقت سنا یہ وہیں آواز بدل کر
آئیہی کہا گھر میں سے کشن چند کی بہوان ہے

پھر پوچھو موکل کہ کہیں سامنے بیٹھا
استاد کا جاگیر کے پر انسے بیان ہے

عرضی پہ ہوا انمیں سیاہی پہ کیا سیم
پروانہ میں تم پہ ہوں تصدق میری جان ہے

کاہے کی غرض عرضی وہ واندکا سا ہا
کس دھر کا وہ پروانہ وہ جاگیر کہاں ہے

انصاف جو کیجے تو نہیں اسکی کچھ تقصیر
سب حاصل ان باتوں کا اک پرچہ بیان ہے

[illegible]
دیکھئے جو کوئی فکر و تردد کو تو یہاں ہے

مشتاق ملاقات اُنکو نہ کسی کی نہ کس
گر عید کا مسجد مین پڑھین جا کے دوگانہ
تاریخ تولد کی رہے آٹھ پہر فکر
اسقاط حمل ہو تو کہین مرثیہ ایسا
ملائی اگر کہیے تو ملا کی ہے یہ قدر
اور یا حضر آخوند کا اب کیا مین بتاؤن
دینکو تو وہ بیچارہ پڑھایا کرے تب سے
بس یہ ہی ستم ہے کہ نہالی تلے اُسکی
بھاگے یہ عمل کرکے جو شیطان کا لشکر
اب کیجیے انصاف کہ جسکی ہو یہ اوقات
جس وزیر کے کاتب کا لکھا حال یہین ہے
وہ بیت کے سیکڑون لکھنی کا ہے محتاج
یہ بھی ہین تکلف ہی ہے کہتا ہون وگرنہ

ملنا اُنھین اُنسے جو فلان ابن فلان ہے
نیت قطعہ تہنیت خان زمان ہے
گر رحم مین بیگم کے سنین نطفۂ جان ہے
پھر کوئی نہ پوچھے میان سکین کہان ہے
ہون دور وہ پے اُسکے جو کوئی مثنوی خوان ہے
یک کاسۂ وال عدس و جو کی دو نان ہے
شب خرچ لگے گھر کا اگر بند دوکان ہے
لڑکون کی شرارت سے سدا اخبار نہان ہے
دیوالی کو لے ہاتھ تعقیب مین قرآن ہے
آرام جو چاہے وہ کرے وقت کہان ہے
ہر صفحۂ کاغذ پہ قلم اشک فشان ہے
خوبی مین خط اب جسکا نہ زخط بتان ہے
آفاق مین ان حرفون کی اب قدر کہان ہے

اچھا ہو جو ہوتا کا زمانہ میں سے سر
خطاط کی اتنی ہی رہی قدر جو یہاں ہے

ہر یہ ہو سوا پانچ لگے گذر میں جا کر
یاقوت پکارے جو بجا و یہ قرآن ہے

ڈھری کو کتابت لکھیں دھیلے کو قبالہ
بیٹھے ہوئے وہاں میر علی چوک جہان ہے

چاہے جو کوئی شیخ بنے پھر سر اعشق
چھٹتے ہی تو شعرا کا وہ مطعون زبان ہے

دیتا ہے دم خر سے کوئی شملے کو صحبت
گنبد سے کوئی پگڑی کو تشبیہ کیلان ہے

اور اسکو جو دیکھے کوئی وہ پھر تو معیشت
اس فکر و تردد میں ہر ایک زمان ہے

پوچھے ہے مریدوں سے یہ پھر شیخ کو اکثر
ہے آج کدھر عرس کی شب ورد کہاں ہے

تحقیق ہوا عرس تو کر ڈاڑھی کو کنگھی
لے خیل مریدان سے گئے وہ بزم جہان ہے

ڈھولک جو لگی بجنے تو وہاں سبکو ہوا وجد
کوئی کودے ہے کوئی رو دے ہے کوئی نعرہ زنان ہے

تالی جو کہ شیخ چونک حسد میں آکر
سرگوشیوں میں پھر بد اصولی کا بیان ہے

کرتا ہے سے چپتا ہی قدم تو کبھی ہر نفس
کہتے ہیں کوئی حال نہیں یہ رقص زنان ہے

اور حاصل اس شیخ مشقت کا جو ہو چھچھو
ڈالا ہوا وہاں شال نچو و قلیہ نان ہے

پیشہ شیخ کہ ہو کوئی ہو شوکا
جو ہو رو تو سمجھے کہ تکھشو یہ میاں ہے

اور بیٹھے ہی دلکو خرافت کا تیقن
بیٹی کو جنون ہونیکا بابلکے گمان ہے

پھر جہدم سے جب لگی بھوکھ سے مرنے
ہر خان خوانین کے ہمراہ دوان ہے

جب راہ خدا اپنے نکالے کوئی نوا
تب اسکی سفارش ابھی یک تحفہ خان ہے

مضمون یہی رقعے کا کچھ دیجیے اسکو
مداح اماموں کا ہے اور مرثیہ خوان ہے

بالفرض اگر آپ ہوئے ہفت ہزاری
تم اسکو بھی بس سمجھو یہ احسان ہے

ٹک دیکھ نہ منصور علی خان جی کا احوال
چھاتی پہ کڑک بجلی ہے اور شیدہ بان ہے

آرام سے کٹنے کا سنا تمنے کچھ احوال
جمعیت خاطر کوئی صورت ہو کہان ہے

دنیا مین تو آسودگی رکھتی ہے فقط نام
عقبے مین یہ کہتے ہین کوئی اسکا نشان ہے

سو اسپہ تیقن کسیکے دلکو نہین ہے
یہ بات بھی گو شنیدہ ہے پہ محض گمان ہے

یہان فکر معیشت ہی تو وہان غدغہ حشر
آسودگی خرسیت نہ یہان ہے نہ وہان ہے

قصیدہ گھوڑی کی ہجو مین

ہے چرخ جب سے ابلق ایام پہ سوار
رکھتا نہین ہے دست عنان کا یک قرار

جسکے طویلے بیچ کئی دن کی بات ہے — ہر گز عراقی و عربی کا تھا شمار

اب دیکھتا ہون مین کہ زمانیکی ہاتھ سے — موچی سے کفش پا کو گٹھاتی ہین وہ ادھار

تنہا وے نہ دہر سے عالم خراب ہے — خست نے اکثرون سے اٹھایا ہے ننگ و عار

ہینگے چنانچہ ایک ہمارے بھی مہربان — پاوے سزا جو انکا کوئی نام لے نہار

نوکر ہین سو روپیکے دنائت کی راہ سے — گھوڑا رکھین ہین ایک سو اتنا ذلیل و خوار

نے دانہ و نہ کاہ نہ تیمار نے سئیس — رکھتا ہو جیسے اسپ گلی طفل شیر خوار

ناطاقتی مین اسکی کہان تک بیان کرون — فاقونکا اسکے اب مین کہان تک کرون شمار

مانند نقش نعل زمین سے بجز فنا — ہرگز نہ اٹھ سکے وہ اگر بیٹھے ایکبار

اس مرتبے کو بھوک سے پہنچا ہے اسکا حال — کرتا ہے راکب اسکا جو بازار مین گذار

قصاب پوچھتا ہے مجھے کب کروگے یاد — امیدوار ہم بھی ہین کہتے ہین یون چمار

ق جس دن سے اس قصائی کی کھونٹے بندھا ہے یہ — گذرے ہے اس نمط اسے ہر لیل و ہر نہار

س ہر رات اخترونکی تئین دانہ بوجھ کر — دیکھے ہے آسمانکی طرف ہو کے بیقرار

خوشہ شعاع کو وہ سمجھ دستہ گیاہ — ہر دم زمین پہ آکے پٹکے ہے بار بار

نکلا اگر کہین پڑا دیکھے ہی گھاس کا
دیکھے ہی جب وہ تو بڑہ وتھانکی طرف
فاقون سی ہنہنانی کی طاقت نہین رہی
ہے اسقدر ضعیف کہ اُڑ جاے باد سے
نے استخوان نہ گوشت کچہ اُسکے پیٹ مین
پیدا ہوئی ہی سیہ اگن باد اسقدر
گذرے وہ جسطرف تو کچھو اُسطرف نسیم
سمجھا نہ جاوے یہ کہ وہ ابلق ہی یا کمیت
ہر زخم پر بسکہ بھنکتی ہین مکھیان
یہ حال اُسکا دیکھ غرض یون کہے ہی خلق
لیجاوے چور یا مرے یا ہو کہین یہ گم
تھا نہ اُسکے غم سے ہی دلتنگ تنگ زمین
القصہ ایکدن تو مجھے کام تھا ضرور

چوگنے کو آنکھین موندکی دیتا ہی منہ پسار
کھودی ہی اپنے سم سے کنوئین یا ہین چار
گھوڑی کو دیکھتا ہی تو پادی ہی بار بار
پہنچین گر اُسکی تھان کی بو تک استخوان
ڈھونڈے ہی دم کو اپنی کہ جون کھال کو بہار
ہرگز دروغ اسکو تو مت جان زینہار
باد سموم ہو وہی وہین کر دے گذار
خارشت سی بسکہ ہی مجروح بیشمار
کہتے ہین اُسکے رنگ کو سب اس اعتبار
چنگل سے موت کے تو چھٹرا اسکو کردگار
اس تین بات سی کوئی بھی ہو وہ آشکار
خوگیر کا بھی سینہ جو دیکھو تو ہے فگار
آیا یہ دل مین جائیے گھوڑے پہ ہو سوار

رہتے تھے گھر کے پاس قضا را وہ آشنا — مشہور تھا جنھوں کنے وہ اسپ نابکار

خدمت میں میں نے اُنکی کیا جا کی التماس — گھوڑا اب مجھے سواری کو اپنا دو مستعار

فرمایا تب اُنھوں نے کہ اے مہربان من — ایسے ہزار گھوڑے کروں تم پہ میں نثار

لیکن کسو کے چڑھنے کے لائق نہیں یہ اسپ — یہ واقعی ہے اسکو نہ جانوگے انکسار

صورت کا جسکی دیکھنا ہے گورخر کو ننگ — سیرت سے جسکی بنت ہے سگ خشمگین کو عار

بدرنگ جیسے لید ہے بدبو ہے جوں پشاب — بد ہیں یہ کہ اصطبل او جڑ کرے ہزار

مانند میخ کے لکڑ زن ہی تھان پر — لاجنب وہ زمیں سے ہے جوں میخ استوار

حشری ہی اسقدر کہ سجنبر اُسکی پشت پر — دجال اپنے منہ کو سیہ کرکے ہو سوار

اتنا وہ سرنگوں ہے کہ سب اُڑ گئی ہیں دانت — جڑسے پہ بسکہ ٹھوکروں کی نت پڑی ہے مار

ہے پیر اسقدر کہ جو بتلا دے اُسکا سن — اول وہ لیکے ریگ بیابان کرے شمار

لیکن مجھے نزروی تواریخ یاد ہے — شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے ہو سوار

کم رو ہے اسقدر کہ اگر اُسکی نعل کا — لوہا گلا کے تیغ بنا وے کوئی لوہار

ہے مجھکو یہ یقین کہ وہ تیغ روز جنگ — رستم کے ہاتھ سے نہ چلے وقت کارزار

مانند

مانند اسپ خانہ شطرنج اپنے پاؤن — جز دست غیر کے نہیں چلتا ہے زینہار
اکدن گیا تھا مانگنے یہ گھوڑا برات میں — دولہا جو باپ بننے کو چلا اسپہ ہو سوار
سبزی ہے خط سیاہ و سپید سے ہوا سفید — تھا سرو ساجو قد سو ہوا شاخ بہار
پونچا عروس کے گھر تک وہ نوجوان — شیخوخیت کی درجے ہے کرا سطرف گذار
اٹھا تو اسقدر ہے وہ جو کچھ کہ ہم سنا — لیکن اک اور انکی حقیقت کہوں میں یار
دہلی تک آن پونچا تھا جسدن صبح مرا — مجھسے کہا نقیب نے آکر ہے وقت کار
مدت سے کوڑیونکو اڑایا ہے گھر میں بیٹھ — ہو کر سوار اب کرو سیر امین کارزار
ناچار ہو کے تب تو بندھایا میں تنگ تیز — ہتھیار باندھ کرکے ہوا اسپہ پھر سوار
جس شکل سے سوار تھا اُس پہ اسپ تیز — دشمن کو بھی خدا کرے یون ذلیل خوار
چابک تھی دونو ہاتھ مین پٹی بھی تھی باگ — ٹکٹک سے ہانپنے کی مرے پاؤن تھے فگار
آگے تو توبڑہ اُسے دکھلا دی تھا شمشیر — پیچھے نقیب ہانکے تھا لاٹھی سے بار بار
ہرگز وہ اسطرح بھی نہ لاتا تھا رہ پر آ — ہلتا نہ تھا زمین سے مانند کوہسار
اس مضحکے کو دیکھ ہوئے جمع خاص عام — اکثر مدبر وہ بھی کہتے تھے یون پکار

پھپھے اسے لگاوے کہ تا ہووے یہ روان ۔ یا بادبان باندھ لیون کے دو اختیار
مین آ گئے کیا کہون کہ ہر اک اوسکی شکل دیکھ ۔ تیغ زبان سے کاٹ کی کرتا تھا گل نثار
کہتا تھا کوئی ہی بز کوہی نہین یہ اسپ ۔ کہتا تھا کوئی ہوگا ولایت کا یہ حمار
کہتا تھا کوئی مجھسے ہوا ہے تجسس کیا گناہ ۔ کتوال نے گدھے پہ مجھے کیون کیا سوار
کہنے لگا پھر آ اُسی مجمع مین ایک شخص ۔ مرکب یہ گدھا نہ یہ راکب گناہگار
سمجھون ہون مین تو یہ کہ سپاہی کی ہی بیر ۔ ڈائن چلی ہی سیر کو ہو کے یہ تیغ پر سوار
اس مجمعے مین تھا ہی کہ ناگاہ ایک اور ۔ فتنے کو آسمان نے کیا مجھسے آ دوچار
دھوبی کمھار کے گدھے اُس دن ہو تھے کھڑے ۔ اس ماجری کو سن کیا دونون نے واگذار
ہر اک نے اُسکو لینے گدھے کا خیال کر ۔ پکڑے تھا دھوبی کان تو کھینچے تھا دم کمھار
دریا کی کشمکش ہوا اُس آن موج زن ۔ تھا عنقریب وہ بھی خفت سے اک کنار
بدبختی اُسکی دیکھ کے کر خرس کا خیال ۔ لڑکے بھی وہان تھے جمع تماشے کو بیشمار
رکھتا تھا لاکے کوئی سپاری منہ کی بیچ ۔ ہوا اُسکے تن سے کوئی اوکھاڑے تھا بار
کتے بھی بھونکتے تھے کھڑے اُسکے گرد و پیش ۔ ساتھ اُس سمند خرس نما کی ہو جیسے چار

کہتا

کہتا تھا کوئی مجھسے کہ مجکو بھی لے چڑھا ۔ دونگا تجھے میں ہی تو چندہ اتوار

اُسوقت میں نے اپنی نصیبوں پہ کر نظر ۔ کہنے لگا خدا سے یہ رو رو کے زار زار

جھگڑوں میں دھوبیوں سے کہ لڑکوں کو دو جواب ۔ کتنوں سے پاؤں کہ مروں اپنا پیٹ مار

بارے دعا ہوئی مری اُسوقت مستجاب ۔ وہاں سے پھر غلط کیا جنگاہ تک گذار

دست دعا اُٹھا کے میں پھر وقت رزم جنگ ۔ کہنے لگا جناب الٰہی میں یوں پکار

پہلے ہی گولی چھوٹتے اس گھوڑے کو لگے ۔ ایسی لگے نہ تیر کہ ہووے نہ تن سے پار

یہ کہکے میں چندا سے ہوا مستعد جنگ ۔ اتنے میں مرہٹا بھی ہوا مجھسے آ دوچار

گھوڑا تھا اسکا لاغر و بست ضعیف و خشک ۔ کرتا ہی یوں خفیف مجھے وقت کارزار

جاتا تھا میں ڈپٹ کے جب اسکو حریف پر ۔ دوڑا وہ تھا نہ پاؤں سے جوں طفل نو سوار

جب دیکھا میں کہ جنگ کی یوں بات ہی بگڑ ۔ لے جوتیوں کو ہاتھ میں گھوڑا بغل میں مار

دھر دھمکا وہاں سے لڑتا ہوا شہر کی طرف ۔ القصہ بچ نیکے آ کے گھر میں لیا قرار

گھوڑے مری کی شکل یہ ہے تم نے جو سنی ۔ ایسے بھی دل میں آوے تو اب ہو جیے سوار

سنکر تب اُس سے میں نے یہ قصہ دیا جواب ۔ اتنا بھی جھوٹ بولنا کیا ہے ضرور یار

گفتن ہمین بس است کہ اسپ من الحق ست — سمجھیگا اپنے دلمین اگر ہو نہین ہوشیار

سودا نے تب قصیدہ کہا اُس پہ ماجرا — یہ نام اس قصیدے کا تضحیک روزگار

قصیدہ مدح مین وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر کی

تیرے ساتھ ملے ہی تو وہ جھنت — پشہ کرے دیو و دد سے لڑنت

نام سُن جل کو ہیبت سے — یہ چلے جو شیر ہو کر دنت

سحر صولت کے سامنے تیرے — سامری بھول جاے اپنی پڑھنت

تنکے کی طرح بل نکل جاوے — تیرے آگے جو وہ کرے اکڑنت

دیکھ میدان مین تجکو روز نبرد — منہ پہ راون کے بھول جاوے بسنت

تکتکا پا اگر اُٹھے تیری — داب کر دم کھسک چلے ہنونت

آوے پا عرض سامنے تیری — روز ہیجا کے سور پا ساونت

تن کا اُس کے زرہ مین ہو جال — مرغ کی دام مین ہو جون پھڑکنت

شعلہ پیدا اگر ہو تیری تیغ — کاہ سے کوہ تک ہو سب بھسمنت

حکم انداز ہی وہ تو کہ کمان کا قبضہ
چشم نے دہر کی دیکھا نہ ہوا مین ہرگز
زیر ران ہی تری رخش صراحی گردن
جلد پر اسکی صفا سے ہی یہ کچھ کیفیت
بوی خوش باد سحر یال ہی اسکے تحفہ
گوش سے تا بدم اسکے ہین گل اعضی جیسے
اچپلاہٹ سی تو پڑتی ہین یہ اپنی آنکھین
پوزہ ہی اسکی یہ از غنچہ سوسن جیسے
مولد اسکا ہی مگر نجد کہ وہ رکھتا ہے
اس سمکبرو کو جو پھینکے تو رو دریا پہ
خندق و قلعہ نہو اسکی ڈپٹ کی حائل
کڑک اسکی مین کہون کیا ہی جو کچھ سٹ بین
اڑ کے رہجا ہی جہان اسکی نگاہون کی گرد

ہاتھ اپنے ہین لیا جس گھڑی جون چنگل باز
طائر روح سوا مرغ کو کرتے پرواز
شوق تا قتل سے ہے از شغشے کی جسکی آواز
دیکھکر جسکے تئین جھک رہین صید آئینہ ساز
لیکے جاتی ہی سوی زلف بتان بہر نیاز
صد چمن جسکے طویلے کا نہو یا انداز
رشک سی دل ہو جنھین دیکھ چکار یکا گداز
کسی گلگر وکا لگے کب ہین خندہ طراز
تھے ہین عشوہ خوبان عرب کا انداز
ٹوٹے ہرگز نہ حباب اسکی تریک تک وتاز
جون ہوا اسکو مساوی ہی نشیب اور فراز
باج دی جسکے تئین صبا عقبہ کی بھی آواز
طائر وہم کو پونہچا ہی نہ وہان تک پرواز

کیا کروں وصف تری پیل فلک پیکر کا
جون مہاوت کی ہی اُس ستک رنگین تجانت
حسن میں سیاہ قلم کی ہی وہ تصویر جیسی
اسطرح دانتوں میں خطوط ہے اسکے جیسے
بادل ایسا کہ عجب کیا ہی بوقت رفتار
بے تکان تیرتی ہے دریا میں اس صورت سے
اسقدر ہی وہ دلاور کہ بروز ہیجا
لا لگے گر توپ بھی اُسکی محاذی تو وہ
غرض اس نظم سے تو یہ تھا مقصود مرے
خلعت و اسپ و گہر تیرے آگے کچھ چیز
تو نے بخشا کر دیا مقسوم ہی قسمت میں
بہر بخشش سے تجھے ملتا ہے وہ جامہ جسکا
ہمکو ایک تمام نہیں ... جان ہے

تا بلند اپنی زبان سے یہ سخن ہو آغاز
ماہِ نو جون شفق شام میں ہو جلوہ طراز
خامۂ صنعت حق کی نظر آوی پرداز
موسم دہر کی ہوں کوتاہ دن اور رات دراز
سامنے اپنے کو رکھے ہمسری اپنی سے باز
رشک کھاتی ہیں جسے دیکھ سوارانِ حجاز
استقامت کری اُسکی جگر کوہ گداز
سمجھے پشے کی سنین اُسکی وغا میں آواز
کہ طمع پر ترے مداح کی ہو غرض نیاز
شدہ میں بھیجے تجھ پاس دل و سست انداز
نمکین شیرین کو ہے خدا ایسے سے میر کہ ساز
دامن آلودہ گئی حرص سے رہتا ہی باز
میں ہوں بندہ ترا اور تجھ پر اشد ناز

مطلب اس سے یہ جو سودا ہی ترا آپ غلام — اور کیا ہو سکی خیر یہ کہ دعا بعد ثنا تہ

تیرے اعدا رہیں نظر و تمنیٔ باتنکی ذلیل — حق دو عالم میں سب لکھے تجکو سدا با عز آنہ

مخمسات

چکارہ گراں امورون کا میں بیچ بیابان — کہ بھٹکوں دشت میں اور کوہ پر پھروں مارا

نہ عشق لیلی و شیرین سے ہوں میں آوارہ — صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را

کہ سر بکوہ و بیابان تو دادہ مارا

اثر یہ پانے کے اپنے ہی اعتقاد ای گل — جو تو شنے تو بر آوی مری مراد ای گل

وے بے نصیب جو تو نے کیا نہ یاد ای گل — غرور حسن اجازت مگر ندا د ای گل

کہ پرسشی نکنی عندلیب شیدا را

مجھے تو نذر ہی ساقی کی یاد آئی — کہ پہلے جام کی مے خاک پر چھڑکوائی

جو پوچھا میں تو کہا سن یہ مجھسے سودائی — چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی

بیاد آر محبان بادہ پیما را

فریب مجکو دیے اپنے خط و خال اوپر — کہ دیکھکر میں تماشیکو منہ کیا ادھر

جو چاہے تو گرفتار ہون نہین تیری یہ
بحسن خلق توانکرد صید اہل نظر

بدام و دانہ نگیرند مرغ دانا را

ترا سا حسن نہین جگ مین یہ تو ہے لاریب
ولے ہمین نہین معلوم سر عالم غیب

جو فلک قمچ مین اب سر کو لای سو حبیب
جز اینقدر نتوان یافت در جمال تو عیب

کہ خال مہر و وفا نیست روی زیبا را

لبون کو گرچہ اس نوجوان نے خندہ کو کہا
چمن چمن مین پڑا شور ہر طرف غوغا

ہر ایک مرغ نے ہو باغ باغ دی یہ دعا
شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا

تفقدی نکند طوطی شکرخا را

نصیب کر کے سعادت کا تیری بزم مین رخت
جو دیوین جام جم اور کیقباد کا تخت

گذشتگان کی طرف سے نرکہہ تو دلکو سخت
لیکہ صحبت احباب و آشنائی سخت

بیاد آر غریبان دشت پیما را

الہی ربط محبت کری جدائی نیست
بتان کی تا نکری خلق کو جدائی نیست

کرے گی ہستی کو آنکی تو ہو فانی نیست
ندانم از چہ سبب رنگ آشنائی نیست

سہی قدان سیہ چشم ماہ سیمارا

بکھولے مجھی پہ ہین راز نہفتہ حافظ
کہ سنکے لوٹتے ہون شعر شگفتہ حافظ
غرض عجب ہین یہ دُر ہائی سُفتہ حافظ
بہ آسمان چہ عجب گر زگفتہ حافظ

سماع زہرہ برقص آورد مسیحارا

دیگر

کہا مین آج یہ سوداسی کیون تو ڈانوا ڈول
پھرے ہی جا کہین تو کریگا گھوڑا ہول
لگا وہ کہنے تب اُسکی جواب مین دو بول
اگر کہو نہین تو سمجھیگا تو کہ ہے یہ ٹھٹھول

بتا کہ نوکری ملتی ہے ڈھیر یون باتول

سپاہی رکھتے ہین نوکر امیر دولتمند
سو آمد اونکی تو جاگیر سے ہوئی ہے بند
کیا ہے ملک کو مدت سے سرکشون نے پسند
جو ایک شخص ہے باتین صوبے کا خاوند

رہی نہ اُسکی تصرف مین خبرداری کول

قوی ہین ملک مین مقصد ہین سب ضعیف
ٹکے کہان، جو ہمین دیو ہون انکو لب
نہ کچھ ہے سب مین حاصل نہ درمیان خفیف
جو عامل اب ہین محالات پہ سو ہین خفیف

کہ جسطرح کسی حاکم کی گنگھری ہو ڈانواڈول

بس انکا ملک میں کا نسق جو یون ہو تباہ | کہ کو نذر سے ہو نذرانے سے مین نہ ہو نذرانہ برگ کاہ
جگہ وہ کون سی نوکر رکھیں جسے سپاہ | کہاں سے آتین پیادی کہاں سے جوش سپاہ

کدھر سوار رہیں پیچھے چلیں وہ باندھ کے غول

رہی فقط یہی باجے پہ اُنھونکی شان | جو چاہو اُسکو نہ سمجھا دین یہ تو کیا امکان
پہ انکو فکر یہی تخفیف خرچ کی ہر آن | رہیگا حال اگر ملک کا یہی تو ندان

لگے ہیں خالصہ کہار رکھنے پالکی ڈھول

اُنھیں ہے اپنی امارت سے اب یہی منظور | کہ ہوں دو مورچھل اور ایک کا یہی مقدور
نہ رسم صلح کی سمجھیں نہ جنگ کا دستور | جو انکے قاعدہ دان تھے پڑے وہ انسے دور

قماش انکی طبیعت کا سب جسی کے ڈول

امیر سب ہیں جو دانا اُنھونکا ہی یہ حال | یہی ہیں خانہ نشین دیکھکر زمانہ کی چال
سمجھی ہے سوزنی خوجہ گھڑا سمجھے رومال | حضور رشتے میں ہیں اک دو نہ علم اہل کمال

دھری ہے پاس ہی اک پیکدان اک طنبول

ج

جو کوئی سنتے کو اُستے گئے اٹھ کو گھر آیا — سنے یہ اُستے گر اپنا داغ خوش پایا
جو دکر سلطنت اسمین ہ درمیان لایا — اُٹھوں نے پھیر کے اودھر سو منہ یہ فرمایا

خدا کیو اسطے بھائی کچھ اور باتین بول

جو صلوات کو لئے جمع ہوئی یہ غریب سبہی — تو ملک و مال کی فکر اسطرح کسی مین پائی نہ کبھی
وطن لپیٹنے کی بختی کو سیتے ہمت تد — کھڑا یہ اُسکے دیوان خاص بیچ وزیر

کہ شاہ میاں نے کی باتوں پہ دو کی ہیں چٹول

خجل ہو یہ سماتے زمین بہت پچھالی — سبھی وہ دو سو بے کسیلیں ہو کر چلتے پائی
تمام عمر ہی نزہید ملک مین کاٹی — فلان کر اُسکے ملک گھر اپنے لاتی

پھر اپنے زعم مین ہر اک برائی ہو مہلول

پڑے جو کام انھیں تب سکل کی کھائی — رکھیں وہ فوج جو مدد کو بھیر دی آنی
پیادہ ہی سو ڈیسے سر منڈا تو ناکی — سوار گرچہ سو لئے بین ہتھیار پائی

کرے جو خواب مین گھوڑا کسکو پھر الول

نہ صرف خاص مین آمد خالصہ پائی — سپاہی نا شعور کی جو ٹکہ نہ کھائی

اب آسگہ دفتر کی مین کیا کہون خواری | سوال ستو دستخطی پھاڑ کرکے بیناری

کسیکو آنے دی باندھکر کسیکو کٹول

یہ جتنے نقدی وہ جاگیر کے تھے منصبدار | تلاش کرکے دیئے اُنھون نے کی تاجار
تمان قرض مین بنیونکے دی سپہ تلوا | گھرون سے اب جو نکلتے ہین باندھکر ہتھیار

بغل کے بیچ مین سفرنامہ ہاتھ مین کشکول

گردان معاش کا حضرت کی سمجھی کیا ہے بیزار | کہ توشہ خانہ ہے اُنکا پر اشتہے کی دکان
نکل تنور کے منہ سے کہی ہے گاوزبان | ٹکی ہوئی تب ہین کہ جب کاٹتی خلد مکان

بکی ہے ستیری فاقی مین گھوڑیونکی مول

کہین جو سودی ہے جا کر دواب کی حالات | جواب دی ہے کہ ہے اونٹ تو فرشتونکی ذات
ہوا پہ چھٹی ہے بیلونکی اور بھیس پہ برات | جو خچر ہین انھون نے پیا ہے آب حیات

تمھارے گھانس کو دانا کہو تو سچ تول

کہی جو گھوڑے ہین اصطبل مین سو کیا امکان | کہ ہو دی گھاس کے ٹھٹکے کا آنکھ آگے نشان
کسو کی ٹوٹی ہے سنگری کسو کا جھڑ گیا کان | طویلہ اسکو کہون یا کہ شیخ پیر کا تھان

[illegible]

اسی خیال میں رہتی ہے عقل ڈانواں ڈول

اور اب جو زعم میں آ فلک کے فیلخانہ ہے / جو ہتھنی اندھی ہے اسمیں تو ہاتھی کانا ہے
پٹھور چار سے کا رات بکانے ٹھکانا ہے / ہر ایک بھوکہ سے سوہی عدم فراشہ ہے

اب اسکو خواہ تو پاگل سمجھ یا خواہ بھول

کری ہے بھوکہ سے شاگرد پیشہ اب معاش / کہیں بلاؤ تو باورچی وہاں بکا دیں آش
کریں قناتوں میں دربان بیٹھے پر اتلاش / تکے سے کھینچ لے مسند کو انکی فراش

اگر کہیں کہ سنا اٹھ کے چاندنی کا جھول

پہ خاد وہاں محل کی بی بی بندیوں جو رت / نہ خوان نہ خونچیا کشتی نہ بین گی
نہ اٹھ سکے بھوکی ہر گز دو قدم عورت / بنی ہے بھوکہ سے دربار [illegible] منہدی

کہ پڑھی ہے کسی کی جسطرح پٹھہ جا میں کیول

مچا رکھی ہے سلاطینوں نے یہ تو دھا [illegible] / کوئی تو کہہ ہے [illegible]
کوئی در اپنے پہ آدو دو مارتا ہے / کوئی کہے ہے مرے پیٹ [illegible]

تو چاہیے کہ بھکو ان کو رنج لیا

غرض یہ حال ہی اس گفتگو سی یہ میرا	کہ ہر ایک نی جب ایسا گھر آنکر گھیرا
لگے ہی تلاش معیشت کو کوئی بہتیرا	نہیں ہی فائدہ تا وہ نہ چھوڑ کر ڈیرا
کرے نہ عزم سوی اصفہان و استنبول	
جو نوکری ہی کہیں زیر چرخ نیلی فام	تو جا پڑا دکان کی چھپی یہ گنہ سرانجام
دیا کا جب سے ہی دار الخلافہ میں ہنگام	گھروں کی ٹھیلی پٹا ہی ہم اسقدر ہوا ہی عام
ادھر سپاہ کا دُکھا سر ادھر پٹی دھڑ توڑنا	
سو کیا وہ نوکری کتی جو ہمیں ہوا اوقات	لٹے ہی پیٹ کو روٹی نہ دو روز آدمی آپ
چھپا ہوں ڈھیے آسمان آگو چھپر بات	اور اپنے بی پہ کہہ جب ٹھیر روز ہو اوقات
تو پاکچو باندھیے ہتھیار اور چھٹی سپتول	
وہ نوکر اب جسے آقا بران سی جائیے	جو پوچھو اُسنے کہ تم کچہ روز گھو پائیے
کہی سائیں کو بھر کر سوائی آئیے	روپی کی شکل تو دیکھی نہیں خدا جانے
کہ اس زمانے میں چٹیا ہی ہی یا وہ گول	
غرض کہ جب تئیں ملتا ہو پاؤ بھر بھی چُون	یہ نوکری وہ کرے جسکو ہووے خبط و جنون

تم سمجھیو کہ انہین جب سپہ گری کا فنون — نہ آئی سیکھہ تو یہ باندھنے لگے مضمون

زمانہ دیکھ کے ہتھیار رکھ دئے کھول

سخن جو شہر کی ویرانی کا کرون آغاز — تو اسکو سنکے کرین ہوش جغد کی پرواز

نہین وہ گھر کہ ہو جسمین شغال کی آواز — کوئی جو شام کو مسجد مین آئی بہر نماز

تو وہان چراغ نہین ہی بجز چراغ غول

کسیکے یہان نہ رہا آسیا سے تا بہ ایاغ — ہزار گھر مین کہین ایک گھر جلے ہی چراغ

سو کیا چراغ وہ گھر ہی گھرونکو غم کے داغ — اور ان مکانون مین بہت بولتے ہین اور زاغ

جہان بہار مین سنتی تھی ٹھنک سنڈول

خراب ہین وہ عمارات کیا کہون تجھہ پاس — کہ جنکے دیکھے سی جاتی رہی تھی بھوک اور پیاس

اور اب جو دیکھو تو دل زندگی سی ہووے اداس — بجائے گل چمنون مین کمر کمر ہی گھاس

کہون ستون گرے ہین کہین ڈھئی مرغول

رکھین تھی سیڑھیان چھت کی گرد کو دہیات — کہ اب بجا نگی تھی بہار یہ تو اب حیات

اور ان درختون کی وہ چھائین وہ گھنی گنجان بات — نہ وہ درخت ہین اب نے ان آدمی کی ذات

کوئی تھیں مردی پڑی ہیں نہ لیسیا ہی ڈول

یہ باغ کھا گئی کسکی نظر نہیں معلوم
نہ جانے کسنے رکھا یہاں قدم وہ کون شوم
جہاں تھی سرو صنوبر اب اُس جگہ ہی زقوم
پڑی ہی زاغ و زغن سی اب اُس چمن میں دھوم

گلوں کی ساتھ جہاں بلبلیں کرتی تھیں کلول

جہاں آباد تو کب اس ستم کو قابل تھا
مگر کبھو کسی عاشق کا یہ نگر دل تھا
سو یوں مٹا دیا گویا کہ نقش باطل تھا
عجب طرح کا یہ بحر جہان میں ساحل تھا

کہ جسکی خاک سی لیتی تھی خلق موتی رول

دیا بھی واں نہیں روشن تھی جسجگہ فانوس
پڑے ہیں کھنڈر و میں آئینہ خانوں کی مانوس
کروڑ دل پہ از امید ہو گئے مایوس
گھروں سی یوں نجبا کی نکل گئے ناموس

ملی نہ ڈولی اُنھیں تھی جو صاحب چنڈول

نجیب زادیوں کا ہی یہ اندنوں معمول
وہ برقع سر پہ ہی جسکا قدم تلک ہی طول
ہی ایک گود میں لڑکا گلاب کا سا پھول
اور اُسکی جسم پہ جلباب کا ہر ایک ہی جھول

کہ خاک پاک کی تسبیح ہی جو بیچے مول

غرض

غرض میں کیا کہوں یارو کہ دیکھ کے یہ قہر
کہ دو دو مرتبہ خاطر میں گذرے ہے یہ لہر
جو ٹک بھی امن دل اپنے کو دے یہ گردش دہر
تو بیٹھ کر کہیں یہ دیجئے کہ مر کے شہر
گھر دن ہے پانچ کو باہر کریں جھکول جھکول

بس اب خموش ہو سودا آگے تاب نہیں
کسی کی چشم میں ہنگی کہ وہ پر آب نہیں
وہ دل نہیں ہے کہ اس غم سے جو کباب نہیں
سوا اسی کے تو اس بات کا جواب نہیں
کہ یہ زمانہ ہے اک طرح کا زیادہ ڈھول

دیگر

وہ مہر وہ وفا وہ عنایات ہوگئی
صحبت وہ وہ نشست رفتہ بہیات ہوگئی
وہ مہربانگی وہ مدارات ہوگئی
جھڑکی تو بد تو ان سے مساوات ہوگئی
گالی کھونڈی بھی سو اب بات ہوگئی

کہتا ہے آن آن مری گھر سے تو نکل
حرست میں سب طرح سے غرض آچکا خلل
دشنام دے تو شرط محل خواہی مسل
باقی ہے مار کھانا سو اب آگے سو آج کل
سن لوگو تم اسے بھی کہ اوقات ہوگئی

اے خلق و خوار جان اب میں ہو گیا
بے شرم سمجھا مجھے آفاق نے کہا

ہرگز نہیں ہے پند و نصیحت سے فائدا
اب تو میں چھوڑنے کا نہیں سکو نا تھا

ہونی جو کچھ تھی قبلہ حاجات ہوگئی

رکھنا ہمیشہ خلق سے مجھے نثار تا کجا
رہتا ہمیشہ در پے آزار تا کجا

نت اشعر کے جور و ظلم سہا کارتا تھا
بس اب ستم سے درگذر اے یار تا کجا

اعمال دل مری کی مکافات ہوگئی

وعدہ بھی تھا یہی کہ میں آؤنگا دن ڈھلے
لیکن نہ بعد شام کے پیش از دو پہر چلے

اے آفتاب رہ گئے تک نا زمین ملے
پیغامبر نے دیر لگائی تو ہی دلے

دھڑکے ہی دل کہ یہ نہ کہیں رات ہوگئی

مسجد میں واعظوں کی میں لگ گئی ہے جڑ
زاہد نے ٹھوکر لگا کے شیخ کو پگڑی اتار کر

قاضی نے محکمے میں مچایا ہے شور و شر
مستی سے اور نگاہوں کی نہ خبر

دنیا تمام بزم خرابات ہوگئی

شکوہ جو ہر زبان کا تھا ہی میان کریں
پیدا ابھی ہے ہر زبان ... زبان کریں

فریاد

فریاد و فغان سے تیری جا کر کہاں کرین
ملتا تہا ہر ایک سے مین کیا بیا
عالم سے مجھکو ترک ملاقات ہو گئی

ملنے سے تو ہر ایک کی جو تھی قسم اٹھا
کل ہی جو میرے ساتھ تو باز آ ٹک گیا
ہر ایک نے سنا کے مجھے شعر یہ پڑھا
یار وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
نظر و دشمن سو طرح کی حکایات ہو گئی

فریاد کرے جس سے کہ دن رات وہ طلب
اس پردے مین طلب وہ کرے تجھکو ہی غضب
حاضر ہو دوسرا ابھی تو معلوم ہو وہ شب
سودا اسکو وہ تو ستا وے نہ بے سبب
کیا جانیے کہ تجھسے بھی کیا بات ہو گئی

واسوخت

یا الٰہی مین کہوں کس سے یہ اپنا احوال
زلف خوبان کی مرے دلکو ہوئی ہے جنجال
یارب اس پیچ سے تو اس دل شیدا کو نکال
کاش یا موت ہو یا دور ہو یہ سر سے وبال
تجھ سوا غیر سے مین کیونکہ کہوں اپنا حال
تیری ہی ذات سے میرا ہی ہر دم ہے سوال
ساتھ آباد خدا یا دل ویرانی را

	یا مدد ہے بتان بیچ مسلمانی ہمارا	

کیوں رہو دل میں شہر ایک آن تجھے کہتا تھا
دستِ قدرت ہو تو نادان تجھے کہتا تھا
دردِ فرقت نہیں آسان تجھے کہتا تھا

بے وفاؤں سے نہ مل ہاں تجھے کہتا تھا
دیکھ ہوگا تو پشیمان تجھے کہتا تھا
کیوں تو لیتا ہے مری جان تجھے کہتا تھا

	اپنے کردی تو ڈالا خود دیا جان میں اس نے کر دست نہیں کار کسے یاد ہنر	

تجھکو اس شوخ سے تنہا نہ پڑا تھا پالا
بلکہ آنکھوں نے دوا نے تو ہر اک گھر گھالا
کیوں ہوا ہے تو مری جان کا لینے والا

مفت میں تجھکو بھی لیجا کے بلا میں ڈالا
کیوں ہے دل کہ تو بھلا نہ پڑا شیدا
نادیدہ نا ہی میں دشمن کو بغل میں ڈالا

	کردہ خود دیکھ گو تقصیر و چہ تقریر کنیم این بیان چارہ ندارد چہ تدبیر کنیم	

کیا کروں دل بھی پڑا ہے محبت کا زبون
اس ستم درد بلا ہے کہاں تک میں لکھون

کب تلک دل ہی میں اس کا میں بچا کر کہون
آتش غم سے طرح شمع کر دروں کی جلون

ابیا

اسے نہیں تاب زبان کو جو بیاں خاطر شوریدہ کرے	کیونکہ احوال دل اس شوخ سے جا کر کہوے

شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کی
سوختم سوختم این راز نہفتن تا کی

یار تجھ زلف کی سودا میں پریشان ہے دل	تیرے دیدار کا جون آئینہ حیران ہے دل
داغ ہجراں سے ترے رشک چراغاں ہے دل	گاہ پروانہ و گہ شمع شبستان ہے دل
کس قدر اپنے کیے سے پشیمان ہے دل	کیا کہوں تجھ سے بہت بے سر و سامان ہے دل

حال دل خستہ شوقت چہ شنیدن دارد
بہ تو دست آن قدر آئینہ کہ دیدن دارد

سچ کہو کس سے تمہاری نئی لاگی ہے لگن	کیا ہوا کس کو تکا کس کا لیا پان حسن
ہو گئے اور ڈھنگ ہی میں تجھ اب پھیرے نین	کیا ہوئی تجھ جو ہم ساتھ کئے تھے وہ سخن
دل مرا ٹوٹ گیا تجھ سے اے عہد شکن	حیف صد حیف کہ قدر اس کی نہ جانی

دل کہ بود یار وفا بود من تنہا
پارہ کردند دستہ بتان من تنہا

میں نے معلوم کیا ہے غرض اس تانکی جان
وہ تنکو لیکے کیا چاہتے ہو یہ ہی جان

سب لیجیے یہ بھی دل اپنے میں نہ کہیے ارمان
لیک ہوتا نہیں کچھ تم سے لیا میں جان

تو ندانی کہ غم عاشق زارت باشد
گر بود خاک بران خاک گزارت باشد

واہ وا ایسی ہی دیکھی ہے وفا تجھ سے یار
کوئی یہ طرز ادا سیکھ لے آ تجھ سے یار

غیر کیواسطے جو مجھ سے ہو تجھے یار
میں تو لاچار رہوں سمجھیگا خدا تجھ سے یار

میں عبث غیر کا شکوہ یہ کیا تجھ سے یار
دیکھ لینا تھا جو کچھ دیکھ لیا تجھ سے یار

گر بظاہر بکسی خلق نکو خواہی کرد
شوخ با ما توجہ کردی کہ با خواہی کرد

شیشۂ دل کو مرے سنگ ستم سے توڑا
دل نے میرے بھی منہ اتنی طرف سے موڑا

جو کچھ بیچ ہے بات کیا تم نے نہیں وہ تھوڑا
بس کرو بس کرو زیادہ نہ کرو نکوڑا

خوب رویوں کا جہاں بیچ نہیں ہے توڑا
شعر وحشی کا دل انکے یہ میں لگا چھوڑا

سینہ ہم چاک گر دل بدل آل راہ دگر

چشم خود فرش کنم زیر کف پای دگر

صحبت ہے بہ مین تمھین اتنا ہے صحبت ہے
دیکھکر طرز تمھاری یہ مجھے حیرت ہے
واہ وا چلبلے ہیں امرد کو یون ہی ہمت ہے

غیر کے ساتھ شب و روز تمھین خلوت ہے
گر ہو تم آدمی زادی تو یہ کیا غیرت ہے
ایسی برداشت کی اب کسکو میان طاقت ہے

گر چنین ست کہ داغیم ملامت باشید
با تجبر ہم و شما نیز سلامت باشید

چشم بد دور میاں خوب نکالی ہیں ڈھنگ
بیٹھکر خندہ و نہیں سیکھو ہو بجانا ہے چنگ
چھوڑو یہ طور میاں تم نکرو مجکو تنگ

جا بجا چھوڑو نہیں قدح بھر کے لگگ پینے لگے
اسقدر آپ سے اب گھونٹ اٹھانا ہے
عبث اب جا کے کسی ساتھ کرو گے

من اگر گشتہ شوم باعث بدنامی نیست
سو سبب شہرت میاں کی و نیکنامی نیست

اسقدر یار بری کام ہی اچھے ہیں تو
مست ملاکر تو رقیبون ہی کے سب ساتھ ہین

ہان میرے ابھی کیا بات عمر کی ہیں
گر سیکھ نہ ... سمجھے جا بیٹھیگی

کیا بری ہینگے تجھے مفت مین ہم سی بندے | ایک بوسہ کو کہ جسکے نہوے شرمندے

عاشق ہمچو منت نیست خدا میداند
پاک بازم ہمہ کس طور مرا میداند

اسقدر چشم مروت کو اٹھا مت اکبار | کچھ تو آ دلمین سمجھ لینے کہ انصاف ہے یار
خوبرویون مین تجھے کسنے بنایا سردار | ورنہ خوبان مین نگر تا تھا کوئی تجکو شمار
بلکہ پھرتا تھا تو ہر ایک کے گھر سو بار | اپنی مجلس مین نہ دیتا تھا کوئی تجکو بار

این زمان جای تو در دیدہ مردم شدہ است
روی زیبای تو از دیدہ ما گم شدہ است

تم سے امید یہی تھی کہ بیداد کرو | دل ہمارے کو کڑھا اور ونکو دلشاد کرو
ستم کیا ہم سے ہوا جسپے تو ارشاد کرو | تب ہمین بندگی اپنی سے تم آزاد کرو
تا کہ ساری مری ناحق تو نہ برباد کرو | کچھ تو اس اگلی بھی الفت کو ذرا یاد کرو

یاد بادا آنکہ سر کوی توام منزل بود
بر زبان بود مرا آنچہ ترا در دل بود

کیون رہے بہت تجھے یاد مجھی اگلی عادت
کہ تو اب کون سا اثبات کیا مجھ کو گناہ
بلکہ کہتا ہے رقیبون سے نہ دو اسکو راہ

اکیدن میری جدائی کا تجھے تھا جون عار
ہرگز احوال پہ میری نہین کرتا ہی نگاہ
اسقدر مجھ سے تو بیزار ہے سبحان اللہ

یاد باد آنکہ بہ بزمت رہ بیگانہ نبود
گرد شمع رخ تو جز من پروانہ نبود

باندھنا پٹیے چہرے کا سکھایا تمنے
رکھ کے جدھر کو تجھے تیکھا بتایا تمنے
شوخی و ناز کی طرزون کو جتایا تمنے

تنگ چلنے کو ترے برہمن کھپایا تمنے
اگر چلنے کو تجھے سب ہی بتایا تمنے
ہاتھ سے اپنے غرض تمکو گنوایا تمنے

این نگویم کہ من از دست تو گشتم دلریش
کردہ خویش مثل ہست کہ می آید پیش

اب تو کہتے ہین حریفان دغا باز مدام
ہو گا معلوم بکا لوگے جو خلوت انکا کلام
پھر تو رستہ اگر نکلے ملکے تمہین خاص و عام

کہ میان تجھی محبت کی ترے ہم ہین غلام
سب چلی جائینگے آخر یہ تمہین کر کے بدنام
دیکھ اب بھی سمجھ ای یار نکو ہے انجام

زان میندیش که از کرده پشیمان باشی
جمع با جمع نباشند و پریشان باشی

کٹ گئے تجھ سے مری مہر کے رشتے ٹوٹیں — تب تو اے یار چلے دل کے پھپھولے پھوٹیں
کب تلک اس غم ہی ہمیان سینے کو اپنے کوٹیں — ہم ترستے ہی رہیں غیر مزے یوں لوٹیں
کب تلک زہر کے گھونٹوں کو بھلا ہم گھونٹیں — مار بھی ڈال بلا سے جو بلے سے چھوٹیں

اینقدر زندگی خویش مرا دشوار است
گر تو ناحق بکشی حق تو بر من بار است

کیا کوئی تجھ سا اور سے یار نہ تھا دنیا میں — کیا کوئی اور طرحدار نہ تھا دنیا میں
کیا کسو کو کسی سے پیار نہ تھا دنیا میں — کیا کہیں کوئی گرفتار نہ تھا دنیا میں
عشق سے کسکو سروکار نہ تھا دنیا میں — یہ ستم اور یہ زنہار نہ تھا دنیا میں

هیچکس همچو من از دست کسی زار نشد
خوار و رسوا سر کوچه و بازار نشد

دل مرا سرمہ نمط سنگ ستم سے ہے چور — تو بھی آنکھوں میں تری یار نہیں ہوں منظور

ای میاں دیکھ نہ بھاویگا خدا کو یہ غرور
ہات تیری سی کہاں جاؤں پڑا ہوں مجبور

کیا کروں ہای زمیں سخت فلک ہیگا دور
دیکھ بیتاب مجھے حسن بہت ہو مغرور

آنکہ رخسار ترا رنگ گل و نسرین داد
صبر و آرام تواند بمن مسکین داد

مت گنوا دلکو مرے پھیر تو یاد دیگا
کف افسوس کو ملتا ہی تو رہ جاویگا
کیا بھلا جانا ہی مجھے اب تو بھاویگا

پھ دل ای یار گیا ہات نہ پھر آویگا
کیا کہوں تجھے اری دیکھ تو پچتاویگا
آخرش دلکو مرے سے اوری پچتاویگا

میروم از در تو باز بشور و نگشتم
گر درت قبلہ شود سجدہ بانسو نکنم

اسقدر کس لیے بیزار ہی مجھ زار سے تو
مجکو محروم نہ کر لذت دیدار سے تو
سن لے یہ بات میاں اپنی گرفتار سے تو

مت چھپا منہ کو سجن اپنے خریدار سے تو
چشم پوشی نکر اس عاشق بیمار سے تو
دیکھ ایدھر کبھی کیھوا ک نظر پیار سے تو

نکنی جانب مسجود اگر نگاہی کافیست

بلکہ از لطافت با دو نیم نگاہی کافیست

مثنوی حکیم محمد غوث کی ہجو میں

صدر کی بازار میں ہے اک دبنگ ۔۔ عار اطبا و طبابت کا ننگ

شکل ہے شیطان کی اور غوث نام ۔۔ جگ میں ہلاکو کا ہے قائم مقام

ہے متوطن وہ لعین روم کا ۔۔ بستی میں رکھتا ہے اثر بوم کا

جب سے طبابت میں دھنسا وہ الاغ ۔۔ روم سے تا شام ہوا بے چراغ

مملکت ہند میں اب گھس کر ۔۔ ہے ملک الموت سے مشہور تر

اسکے قلم کا ہے کروں کیا بیان ۔۔ تیغ اجل جسکی ہے رطب اللسان

خامہ نہیں خنجر برّان ہے وہ ۔۔ قاتل ہندو و مسلمان ہے وہ

نسخہ نہ لکھتا کبھو وہ بد سرشت ۔۔ بھیجے نہ انسان سے دوزخ بہشت

جب سے مریضونکو وہ دیتا دوا ۔۔ کام میں ہے مرگ معطل شفا

ہو نہیں ظالم میں کہیں درد کی ۔۔ جان کا دشمن ہے زن و مرد کی

گفتنم

کشتن خلق اسکا غرض کام ہے

مرتے ہین اُس سے زیسا بیار و زار

طرفہ تر اس سے بھی کہون اک بات

ہوکے کسلمند جو وہ بے حیا

مردہ شو مولودی و تابوت گر

وسے ہین دنائی بسبب قیل و قال

اپنی دوا آپ تو ظالم مگر

خوب جو کرتا ہے تو آپہی دوا

روزی سے خاطر ہو مری تاکہ جمع

کیا کرون تشخیص کا اسکی بیان

نزلے سے اک شخص کو تھا درد سر

دیکھکے تشخیص ان نے بعد فکر و غور

نسخہ دیا لکھکے [illegible]

مرگ و قضا مفت مین بدنام ہے

کھاتے ہین قرص اوسکے اوپر گوکرن

ہنستے ہے سن سنکے جسے کائنات

اپنے تئین آپ کرے ہے دوا

گھیرتے ہین آن کے سب اسکا گھر

ان مین سے ہر ایک کرے ہے سوال

ہے کسی کو کسی طرف کو نظر

اور کوئی آپ سا جسکو بتا

کیچون تری گوریگل اور شمع

منہ مین ہوئی جاتی ہے سا کت بان

لائی قضا اسکے تئین ایسکے گھر

دن کے سوا ایک نئی تشخیص اور

صبح سے لے شام تلک خوص کر

جا کے جو نسخہ دیا عطار کو — پڑھکے لگا کہنے وہ بیمار کو

کیا تجھے آزار ہے ای نوجوان — اُن نے کہا اس سے با صد فغان

میں تو نہیں جانتا کچھ ای حبیب — پر مجھے مدقوق کہے ہے طبیب

سنتے ہی یہ دلکو لگی آ کے چوٹ — کھینچنے لگا اپنی وہ داڑھی کھسوٹ

بات کچھ [illegible] شیر و شکر کا ایجاد — نسخے میں [illegible] زر [illegible]

سنکے یہ عطار نے جو حیرت [illegible] — کہنے لگا اس سے کہ سنتا ہے یار

شکل کا اسکی تو مجھے دے پتا — کون ہے وہ جسنے کی ایسی خطا

سنکے یہ عطار سے بولا جوان — کیا میں بتاؤں تجھے اے مہربان

شکل سے اسکی کرے تشبیہ دون — ہے وہ سگ و خوک سے زشت زبون

تک وہ دہن اسکا ہے بدبو [illegible] — جیسے کہ جلاب کا بیت [illegible]

سنتے ہی عطار نے [illegible] — کہنے لگا ہاے میاں [illegible]

یہ وہی سفاک ہے شمر [illegible] — صبح و شب جو [illegible] قتل عام

غوث سے میں ظالم بد خو ہے وہ — کہ طبیب اسکو بلا کو ہے وہ

ایکدن اسے یار مین دکان پر
کہنے لگا دیکہہ کے اک آشنا
تجکو وہ اور اسکو تو مطلوب ہے
دیکہا کہ بیمار سکے ہو جو دل
جب بیٹھے آپس مین وہ دو تو بہم
جا کے جو دیکہی مین وہ وحشت سرا
سکتے ہی بیمار تہے اور ایک گہر
آن سکے بیٹھا وہ ستمگار جب
چھٹتے ہی اک شخص کی دیکہی جو نبض
کچہ نہین کہنیکا بجز اسکے سود
اور غذا اسکو بتلائی دو دوست
صاحب پیچش کو بتایا کہ ل
لکہدیا مجنون کو شیر شتر

آیا جو ہر ایک کو مفلس نظر
چل سمجھے ہم خوش سے دیوین ملا
دونون جو آپس مین ملو خوب ہے
مین نے کہا چلیے یہ جان ہے قبول
مرگ چلی پیچھے سے گنتی قدم
دل پہ کھلی معنی دار الفنا
سوجھی تو وہ گور سے تہا تنگ تر
گرد ہوے اسکے بیمار سب
کہنے لگا تجکو بشدت ہے قبض
لکہدیا نسخے مین سفوف الیہود
ماش کی روٹی سے تو کہا سالن پو
واسطے شیخ کے لکہا اسپغول
لکہدیا مستسقی سے جا فصد کر

پوچھا جو اُن سے کہ غذا کیا کہی — ساتھ گلتھی کے کہا کھا دی

یہ کہا اسکو جسے تھی آتشک — موضع مخصوص پہ چھڑکو نمک

کہنے لگا دیکھ کے ایک اور کو — زخم کو دنبل کے کرا یا نہ فصد

بیٹھ کے پھر پاس وہ اک ڈوکی — نبض کہا دیکھوں ہیں لا ہاتھ دے

دیکھ چکا نبض کو جب بے تمیز — خادمہ سے اسکی کہا او کنیز

درد کمر اسکو ہے یا درد سر — پیٹ مجھے نقرس کا ہے درد شدید

کرکے پھر آخر کو مقرر صرع — کہنے لگا دو اسے بالتبع

اور وہ کھانے کی لگے اسکو لو — کچھ نہ اسے دیجیو آتش جو

کہنے لگی سُن کے یہ کیا قہر ہے — واسطے اسکے یہ دوا زہر ہے

لقوہ و فالج اسے ہے پیدا — کرکے دکھوپ قتل کا اسکے بیمار

آن کے کہا تو نے تو ای زشت رو — دیکھا اسے بیدی کو تو قانون

ساتھ حکیموں کے تو ای بے تمیز — [illegible] کی کنیز

اس میں کہا ایک نو شوخی کی ہے — [illegible] نہ کیا

طالی

بی بی تری پر دستے ہین اور یہ اودھر
سمجھیو ٹک ٹوٹنے کی سبب یہ بیجا
سنتے ہی اس حرف کو کھا پیچ و تاب
لا تو سدیدی کو تو اب تیرے پہ شتاب
لقوہ و فالج ہو جسے یا صرع
بات کا اپنی تو مجھے دے نشان
پھیر تو جسوقت بڑھی آگے بات
اُن نے قلمدان ہی کی اُسپہ چوٹ
چھوٹتے ہی غرض اُسکے ہوئی اسکو مات
زور جو اسمین دھما دھم ہوئے
دوڑکے لوگون نے اُٹھایا انہین
کہنے لگے وہ جو تھے معقول بین
تھا غرض اس نقل سے یہ مدعا

لقوہ و فالج سے ہو کیونکر خبر
آپ بھی کہتا ہے کہ ہان اور کیا
تھوک کے داڑھی پہ کیا یہ خطاب
کھول تو تا تو نکوا ای بھڑوے ادب
وسطے ہے اُسکے تین بار القرع
مین بھی تو دیکھون کہ ہے اُسمین کہان
اُن نے جڑی دھول لگے اُن نے لات
اُن نے لیا داڑھی کو اُسکی کھسوٹ
کھچے پٹے لوٹ گئی وہ بھی سات
مار کے لاٹھی سے وہ بیدم ہوئے
سست و زاری سے چھڑایا انہین
اُسکے تین یعنی اُسے افسین
تا کہ تو ایسے کی بکھاوے دوا

سینے لیے گور نہ تو آپ کھود | سن تو لیا ایسا ہے یہ مٹی چود

مثنوی بخیل کی ہجو مین

ہے خدا کا وہ ایک شمۂ نور | جس سے روشن ہے آسمان کا تنور
کرتے اسکو لگے نہ ذرہ دیر | مہر و مہ کو بشکل نان و پنیر
کیا اُن نے بعد مدت اک آن | نقل اختر سے پر سپہر کا خوان
وہ کروڑون نعم کو لذت دے | ذائقے ہین زبان انسان کے
کس زبان سے ہو اسکا شکر ادا | نعمتین کیا کیا اُن نے کین پیدا
میوے ہین باغ مین ماسنے کے | واسطے کھانے اور کھلانے کے
فضل سے اُسکے کچھ نہین ہے کمی | لیک وہ کیا کرے جو ہم ہون دنی
سنو یارو کرون ہون مین اک نقل | جسکو باور کرے نہ ہرگز عقل
اتفاقاً اک آشنا میرے | گئے تھے ایک شخص کے ڈیرے
جو وہین وارد ہوئے یہ ناگاہ | اُٹھا چارون طرف سے آہ سیاہ

آن کے ہوتے جو ابر گھر آیا — صاحب خانہ سخت گھبرایا

نہ خبر پوچھی انکی نے احوال — بیٹھتے ہی کیا یہ اون سے سوال

کچھ ہوا پر بھی تم نے رکھو ہو نگاہ — گھونگری ٹٹو کچھ بھی ہے ہمراہ

بولے یہ مینہہ نہتا مجھے معلوم — ورنہ لاتا مین ساتھ اے مخدوم

جب نہ سمجھے وہ اتنی رمز کی تئین — سوجھی یہ بات اُسکے تئین وان نہین

جوان لگی ہونے قطرہ افشانی — لا رکھی اُنکے آگے بارانی

پھر لگے کہنے یہ بھی ہے نصیب — آوے مدت کے بعد اپنا حبیب

اور مینہہ آسمان برساوے — بھیگتا اپنے گھر کو وہ جاوے

یہ تو ساوے غریب کیا جانین — اُس مزور کو کیون کے پہچانین

بولے یہ سادگی سے کیا ہی ضرور — بھیگتا جاؤن گا مین اتنی دور

رکھے خالق سلامت آپ کی ذات — نہ کھلے گا تو مین رہونگا رات

یہ سخن جو نہین توتھا اُسکے کان — لگی اُسکی وہین نکلنے جان

گفتگو سے ہی اُسکے یون ہوا مضطر — اپنے بیگانے کی رہی نہ خبر

جیسے منہ کیطرف کرے تھا نگاہ
یہی کہتا تھا اس سے بھر کر آہ

کیوں میاں ابر اسقدر چھایا
حرف رہنے کا درمیان آیا

مضطرب ہوتے سنو یوں حال
بادلوں سے جو اسکا تھا احوال

کبھو کہتا تھا یار و بتیل چلاؤ
کبھی کہتا تھا شیخ ڈھونڈو ناو

گاہ بولے تھا دیکھیو اوپر
آوے ہے آسمان کہیں سے نظر

گاہ بولے تھا مہر ہو جو پدید
کبھی ہو جاے اپنے گھر میں عید

ناگہ بولا ہے ایک یوں سے الغفور
کچھ نظر آسے ہے جو سمجھے غور

کہا ان نے یہ سچ ہے میری جان
اے میں تیری زبان کے قربان

لیک پرنالے جب لگے بہنے
تب تو جھنجھلا کے یوں لگا کہنے

کیا برستا ہے یوں برس کمبخت
کوہ سے ڈوب جاویں لیکر درخت

نہ رہے غرب نہ رہے اب شرق
چاہیے ہو تمام عالم غرق

لیکے ماہی سے اور تا مہتاب
کاش ہو جاے ایک قطرہ آب

غرض اپنی سے وہ تو گذرا
ہو گئی رات اور مینہ نہ کھلا

آخر الامر کر کے دل کو کرخت
سے کہنے لگا کہ سنگ آمد و سخت

کر چکا اپنی جب اصول و فروع
کیا مہمان سے اختلاط شروع

پہ نہ تھا کچھ اور ذکر و سخن
وہاں بغیر از حدیث زر غبا

وقت آیا جب اُسکے کھانیکا
متعجب ہو کے اس بہانیکا

لگا کہنے کہ کوئی ہے حاضر
بولا اُس وقت ڈیوڑھی کا ناظر

کہا اُس سے کہ بھر کے آفتابا
محل کے جا حضور میں رکھوا

غرض اُٹھ کے چلا یہ جب وہاں سے
کہہ گیا کان میں یہ مہمان سے

چاہو جو کچھ کہ اب بکاول کو
کہدو بلوا کے تم بکاول کو

اُنھوں نے اُس کے موجب ارشاد
کی بکاول نے تین و نہیں فریاد

آیا بعد از سماجت بسیار
اُنھوں نے پوچھا کچھ ہے اب تیار

بولا تیار تو نہیں ہے کچھ
جاؤں ڈھونڈھوں اگر کہیں ہو کچھ

تو تو لاتا ہوں آپ کی خاطر
ورنہ کھاؤ مجھے ہوں میں حاضر

بولے یہ کچھ اگر نہیں تیار
دیکھو مہد ویگا مودی سرکار

اس سے تم جا کے جنس منگواؤ
واسطے میرے کچھ تو پکواؤ

لگا کہنے وہ کوئی مانتے ہے
آپ ہی بھیڑوا جا کے چھپاتے ہے

جب کہ اُسکا حساب ہوتا ہے
جان کو وہ تڑپ کے روتا ہے

اور قصاب بھی جو آوے ہے
چھری بعد اب مجھے بتاوے ہے

جب میں کچھ کو بخیری سے کہتا ہوں
لہو پی پی کے اپنا رہتا ہوں

سنتے ہیں مجھسے یون وہ دو بدو
لیجو ترکاری کی جگہ کدو

اہل مطبخ کی جب سنو آواز
کترن آقا کے چوتڑون پیاز

سفرہ چین دے ہمیشہ یون گالی
منہ رکھے چکتہ اور شکم خالی

پھر وہ آقا بڑا انکا لا ہے
کلہ پر باؤ کا پیالا ہے

مجھکو باورچی یون دھراتے ہین
رہ تری آتش کیا پکاتے ہین

کیا کہوں مین رکاب دار کی بات
اُسکی گذرے ہی کسطرح اوقات

نوکری نہین کچھ اُسکو حصول
کاٹتے ہی میرے حق مین گل پھول

لیکن اُسکے بھی حق پہچانتے ہے
گر پکانے کو مانگے وہ کچھ شے

اُسسے ملتا ہے کرنے کو نوکار
نان باکو جو دیکھوں بھر کے نظر
لگی شرف سے گھبر لگاؤن گا
کل کبابی گیا جو گھر کو دوست
پوچھا اُس سے یہ میں نے کر کے نگاہ
کیا بتاؤں میں تجھکو میرے پوت
کیا کہوں تجھ سے میں غرض ای یار
کبھو حاصل نہیں ہوا اک دام
کوئی شاعر جو یہاں گذرتا ہے
کون جانے کہ آپ کیسے ہیں
پھیر اونکا گر آوے وقت طعام
نہیں ممکن کہ اُس سے بھی یہ دیں
یون ہی اُٹھ جائیں اُسکو دی ہتبا

ورنے کا یہاں مر
سب مجھے کہتا ہے یون وہ گیدی جو
اور پھلیتھن ترا انکا لون گا
پیاز کا اُسکے ہاتھ مین تھا پوست
کیا ہی یہ بولا یون وہ بھر کر آہ
نا دہندون کی بیٹی کی ہے چوت
وسکے خدمت کیا ہے مجھکو خوار
مفت رسوا ہون نزد خاص و عام
ہجو میری ہی وہ بھی کرتا ہے
جی مرا جانتا ہے جیسے ہین
جا سے لقمے کے کھاوے وہ دشنام
جز فریب اُسکو ایک ٹکڑا دین
مارے نہین چھوٹے ہاتھ سے کتا

کام ہوتے گا ان کے مطبخ سے — نہیں ممکن کہ اس سوا نکلے
کھانا کھانے سے ہاتھ یہاں دھووے — گھر میں بیچ بیٹھ بسر ہووے
بسکہ مطبخ میں سردی رہتی ہے — ناک باورچیوں کی بہتی ہے
ان کے مطبخ میں دو دھوٹے اگر — سقے لے دوڑتے ہیں مشکیں بھر
لگے ہے دینے کوئی اٹھ کے اذان — کوئی دکھلاتے کھول کر قرآن
ڈالے ہی کوئی اپنے چھپر کاٹ — لیکے بھاگے کوئی کٹھولا کھاٹ
یہاں پکانا ہے خانہ خالا — خلق ہو جلسے ہے تہ و بالا
ان کے باورچی خلنے کا احوال — چولھے ہر گھر کے جب کریں ہیں خیال
ڈالیں ہیں سر پہ خاک ماتم سے — لکڑے جلتے ہیں آتش غم سے
سینے دیگوں کے مارتے ہیں جوش — روتے ہیں ڈھانپ منہ سر پوش
روز باورچی کرتے ہیں فریاد — کبھی تو کچھ نہیں تو کر ارشاد
کیا ترے بعد کر کے کھاوینگے — جب کچھ اپنا بھول جاوینگے
دیگ شو کو نہ دیگ سے سروکار — چھتری ڈھو نے ہمیشہ جائیں کہاں

بسکہ

بسکہ مہمان وعدے سے آیا — کھانا ان مین سے جو نہین کھایا
اس خجالت سے دیگچے یکسر — سرنگون ہین پڑے ہین چولھون پر
دور سے دیکھیون کی ہے یہ حال — سینہ کفگیر کا ہوا غربال
کی زمانے نے لاکھ ہی تدبیر — نہ ملا دیگچے سے یہان کفگیر
شادی پر شادی یہان ہوتی ہے سدا — دستہ پاون سے پر کبھو نہ ملا
کرے سو عید گنبد گرد ان — نہ ٹلے انکے گھر سے پر رمضان
الغرض مطبخ اس گھر کا — رشک سے آبدار خانے کا
جس سے طوفان نے کیا تھا ظہور — ان کے نانک گھر کا تھا وہ تنور
اور کیا کیا مین کھولون اسکے بھرم — کہتے بھی آتی ہے مجھے تو شرم
ایک فرزند یہ رکھے ہے الاغ — سارے گھر کا ہے اسکے خشم و حیا داغ
ان نے اک روز یہ حماقت کی — آشنا اپنے کی ضیافت کی
نہ ضیافت کہ جس مین ہو رنگ رس — اک رکابی طعام و دیگر پس
تسپہ یون پیش آیا یہ مردود — یاد آیا اسے چھٹی کا دودھ

چاہتا تھا کرے پدر اُسکو عاق ۔ اور ماں کو بھی اُسکی دیوے طلاق
بارے لوگون نے آکے سمجھایا ۔ تب یہ جورو کے حق مین فرمایا
پھر اسکے عوض یہ کیون نہ جنی ۔ کاش کمبخت مرتا دہان یا شدی
یار وہ مجھ سے تو لاولد بہتر ۔ میرا بیٹا اور اسقدر ابتر
اسکا دادا بھی گرچہ تھا عیاش ۔ اس سلیقے سے پر کسے تھا معاش
جو کوئی اُسکے گھر مین نوکر تھا ۔ رات کو اُسکے پیٹ پر کٹھا
پھرتا وہ ٹکڑے مانگتا گھر گھر ۔ لاتا آقا کے پاس جھولی بھر
اچھے اچھے جن جن کے آپ کھاتے تھے ۔ پیسے تنخواہ مین لگاتے تھے
پیدا کر گئے تھے اسطرح اجداد ۔ سو یہ بدبخت دی ہے یون برباد
مین تو آپ ہی کو جانتا تھا فضول ۔ پر یہ مجھ سے بھی نکلا نا معقول
گر ٹکے پیسے سب اڑا دیگا ۔ اینٹون تک بیچ بیچ کھاوے گا
اس کے دادا کے باپ کا کر رز ۔ آشنا ہے نفت نشط دل سوز
لایا کھیری پکا شراکت سے ۔ دونون کھانے لگے رفاقت سے

اُن نے اک دو سیے نواب کے بڑے
جد مرحوم وہ وہیں ہو کے کڑے

لگے کہنے نہیں یہ شرکت نیک
میرے سو سے لقمے اور تیرا ایک

تھی بزرگوں کی اپنے تو یہ چال
کرتی ہیں یہاں ضیافتیں پال

خیر جو کچھ اُٹھا خزینے سے
لو اتالیق کے سمجھنے سے

سنا اس گھر کا یار تو نے حال
مجھ سے کھانے کا پھر نہ کیجو سوال

ہیں سبھی کو جو کھانا پکوا دوں
پیٹ بس بھر وہی چپ دیجو لون

ایسی ہی کچھ ہے جو میری جان
بندہ خانہ بھی دور نہیں چندان

تک قدم رنجہ وہاں تلک کیجے
کھانے کو چاہیے جو کچھ سو لیجے

بولے یہ خانہ تمہارا آباد
ہے کرم آپ کا تو اس سے زیاد

غرض اس آشنا نے صبح کو آ
مجھ سے یہ ناچیز اہتمام کیا

بھیجو یار اب اپنے سیدہ پر
لعنت کردگار شام و سحر

مثنوی نواب آصف الدولہ بہادر کی تعریف اور شکار کی تیاری میں

سرِ صفحہ پہ آج یون صید دم
لگا دست سودا مین کہنے قلم

جو اس عہد مین ہند کا ہے وزیر
ہمت جوان و بہ تدبیر پیر

بہر اصف الدولہ جسکا ہے نام
سلیمان شکوہ و ذوی الاحتشام

جہان تولے وہ اپنی شمشیر کو
تو روباہ سمجھے وہان شیر کو

کیا اُن نے ناگہ بعزم شکار
قدم رنجہ اپنا سوے کوہسار

گیا اس طرح سے سوے صیدگاہ
چکا کر ہر ایک صید کی وہ نگاہ

سحر زیر تیغ اُسکے پائی نہ اور
ہرن پاڑھے چیتل چکارے کی ٹھور

نہ تھا چارپائے کو ہر گز بچاؤ
گیا قصد جب دم سوے نیلگاؤ

نہ دیکھا جو گاؤ زمین نے پناہ
قدم نیچے لے اُسکے اپنی پناہ

اگر ان نا تھا وہان وگر گرگدن
چھپن اُسکا گیا تیر و گولی سے تن

پھر اُس دشت مین جتنے کچھ تھے دد و دند
کمندِ اجل سے کیے پا بہ بند

جہان تک تھے روباہ گرگ و شغال
شکاری سگ اُنکی جیون کے تھے کال

سُنی جس طرف کو خبر شیر کی
پہنچنے مین ہرگز نہ وہان دیر کی

جو کیسا ہی وہاں شیر تھا سنگرا / تو کھال اوسکی بھی کھینچکر بھس بھرا

ہوے شیر بیشون مین یہان تک شکار / کہ باہر ہیں بیشے سے تھے زحد شمار

گیا دشت و بیشہ جو شیرون سے پاک / پڑی شیر کے مارنے کی یہ دھاک

رکھا نام پھر اُن نے از خوف جان / کہ جس شخص کا نام تھا شیر خان

درندون سے جب پاک جنگل کیا / تو خیمے مین تشریف فرما ہوا

پہنچے دیکھ جب ان صغیر و کبیر / جب آگے سے اُٹھ بھاگی قالین شیر

پرندِ فلک تک جو پہنچا یہ ذکر / پڑی اپنی بیچ اسد کو بھی فکر

تھا صید بندی ہی جسکے نہنگ / نہ ماہی بچے بحر مین نے نہنگ

درندون کے حالات کیا مین کہون / کہے بن بھی پر کسطرح سے رہون

پھر آب شمشیر اُسکا بہا / نہ اژدر بچا ہے نہ وہان اژدہا

چھوٹا ہوا جب چرندون کو سیر / پرندون سے لے تا بدرندہ شیر

پڑا نظر مین جوان پیر کی / نہ آیا ہوا مین بھی تیتر کی

اگر دیکھ وہان ورق دیا نظر / تو چھوڑا غرض صید آئے تو جھکر

مگر وہان سے جتنے گئے فیل لاے
سو حلقہ بگوش انکو وہ ہوگئے اسے

سبھی فیل ہرچند محبوب ہین
سواری کی خاطر بہت خوب ہین

پر اک فیل کا ان مین ایسا جمال
زبان وصف مین جسکے میری ہی لال

کبھو فیل ایسا بچشم جہان
نہ آیا نظر زیر نہ آسمان

وہ ہے قد و قامت مین اتنا بلند
لگا کہنے دیکھ اسکو ہر ہوشمند

بد انسبت اپنی یہ ہاتھی نہین
ہوا دیکھ اسکو مجھے یہ یقین

ہے وہان نہ جب صید سو سو گروہ
تو زنجیر کر کھینچ لاے ہین کوہ

نہین اسکی خوبی مین ذرہ قصور
خدا چشم بد سے رکھے اسکو دور

ترے سامنے مین وہ رہے تا ابد
تجھے پرورش کی رہے اسکی کد

مثنوی ہاتھی کی ہجو مین

کیا ساقی نے مجھکو گو مست
تو کر فکر بلند اے ہمت پست

قلم سے کہ ہو سرگرم تحریر
سینے تا صفحہ کاغذ پہ زنجیر

تو ہی ہاتھی سے بھی اپنا سخن ہے
اگر ہم بیل معنی کا بنا دین
پھر اُسکو جو کوئی سمجھے سو چھووے
پہ دعوی گو کوئی شاعر نمانے
کہ طرز شاعری انسب یہی ہے
کہون مین بیل معنی کی جو اوقات
بندھے ہے وہ سدا آکر مرے ہان
تو اوس سے اگر وہ چھوٹ جاوے
دبے ہے اُس سے جو کوئی ہو کج فہم
نیا ہے پاک طینت اسقدر وہ
سبک چلتا کوئی کیا اسکا تبلاے
کہین ٹاپین اُنکی مین اُسپر سو کیا ہے
نہ لگوادے کبھی مستک سپندور

زبان خامہ پہ یہان کجلی بن ہے
تو بہتر ہاتھیون سے کر دکھا دین
قدم آ حضرت سودا کے چھوے
پر اُسکو جو سخندان ہو سو جانے
سخن کا ہے جو کچھ سب فن یہی ہے
تو سچی ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات
جگہ ہے گشت کی فہم سخندان
کوئی شاعر ہی اسکو باندھ لاوے
کہ اُسکی طبع کو انکس کرے وہم
قدم ہرگز نہ رکھے خاک پر وہ
جہان تک بھیجو کاغذ پر چلا جاے
وہ گویا اُسکی آوازہ درا ہے
بہت اُسکی بزرگی سے ہے یہ دور

[illegible]

ہوا کیا گر نہیں کرتا وہ تزئین
اسے کہتے ہیں اہل طبع رنگین

نہووے قد و قامت میں وہ موجود
بلندی عرش سے پہ اسکی افزود

بھلا اس شان کا ہاتھی کہیں ہے
کہ جس پہ ہر کوئی ایسا یقین ہے

مہاوت دل سے ہے نالہ بھالے پر وار
ہی [illegible] آہ شرربار

نہ کچھ ہووے کبھو نے کچھ وہ کھاوے
نظر بھی اس بزرگی پہ نہ آوے

کوئی ہاتھی کی ہوتی ہے یہ اوقات
نہیں وہم ہاتھی کی اس جگہ بات

غرض ہاتھی خدا دیوے تو ایسا
نہ پیل راجہ پہ ہے بت سنگ جیسا

[illegible] جسکے گھر سے نے [illegible]
کہ [illegible] سے پیدا [illegible]

کوئی ہاتھی ہے یا آفت وہ خونخوار
مہاوت کی گرہ آفاق کے سر کا [illegible]

نکالے کو نہ سمجھو اسکے گلگون
یہ گردن پہ پڑی اسکی [illegible]

کہے کون اسکو جب فیل [illegible]
وہ فلک کے [illegible]

پکڑ خرطوم میں اسوقت زنجیر
[illegible]

جو ہتیائی پہ آجاوے وہ خونخوار
ہزاروں [illegible]

چھپر

چھٹین گر لا کہ اوسپر چرخی اور بان / تچھوٹے وہ جو اس کافر کی ہی بان
سر ونکو یون قدم نیچے ملے ہے / چیونٹی کو جسطرح چکی دلے ہے
مہاوت کیا جو پھر اسکو بہالے / جو آوین شیخ تھیا روند ڈالے
جو کوئی دیکھے ہی اُس بے جان کو / تو یہ کہتا ہے مُنہ کر آسمان کو
خداوندا یہ آرہ ہے کہ خرطوم / یہ ظالم چیرتا ہے جسے مظلوم
غرض ہوتی تھی باقی ماندونکی خیر / اسیا تا تھا خدا کو کعبہ و دیر
ہوئی آقا پہ اُسکے تنگدستی / کیا کرتا ہے وہ اب فاقہ مستی
لگے ہے راتب اُسکے اسطرح ہاتھ / جو بھاڑے دین کسی تابوت کی ساتھ
بدن پر اب نظر آتی ہی یون کھال / طناب سست سے خیمے کا جون حال
نمودار اسطرح ہر استخوان ہے / گویا ہر پسلی اسکی نردبان ہے
نہ بیڑی ہے نہ کٹ بندھن نہ لنگرا / رکھے ہے ناتوانی اُسکو جکڑا
گرفتار اپنے شغلون کا ہی ناپاک / کیا کرتا ہے سر پر روز و شب خاک
ضعیفی نے کی اُسکی فربہی گم / گیا ہاتھی نکل اور رہ گئی دم

ہوئی یہ ناتوانی اُسکے درپے
کہ وہ ڈیل اب دھوتین کیسی گرہ ہے

پر اُسکے ڈولین اب بھی غنیمت ہے
کہ آتش بازی کا ہاتھی وہ اب ہے

تماشا ہوا اگر وہ چھوٹ جاوے
کہ گھر کو آگ کس کس کے لگاوے

کہا اُسکے مہاوت سے مین اگر تو
اگر آقا کا اپنے ہی تو دلسوز

تو کہہ اون سے کہ اسکو بیچ ڈالین
عوض کاش اسکے چڑھنے کو گدھا لین

کچھ پیسے پیل کے رکھنے مین نہ شالز
سواری جسکی ہو وہ خطرہ جان

دیا اُن نے جواب ای میری مخدوم
خریداری تو اس کافر کی معلوم

پڑا ہی بدقوارہ زشت و ناپاک
کہ پیٹھ اسکی بلند اور پیٹ کا واک

بدصورت و بدچلن ۱۲ — خالی ۱۲

جو ہاتھی ہو تو لے کوئی خان و نواب
ہی بیٹھی چو دکی مسجد کی محراب

بکانے کی نہین اسکے کوئی بات
نصیبون سے مگر آجاے شبرات

سمجھنا فیل اسے دیوانہ پن ہے
کسو مدت کا یہ بام کہن ہے

ستون اُسکے تلے یہ پاؤن ہین جا
رہے دو دانت سو گی ہین اڑوار

جو بیٹھے یہ تو اُٹھنا اس سے ہی دور
لگین جب تک نہ اسکو براج و عرضہ دور

اٹم ہے خاک کا یا راکھ کا ڈھیر
کہین ہین اسکو ہاتھی ہے یہ اندھیر

ہلاتا یون ہے یہ کانون کو ہر بار
کہ دھونکین سنکھون سے کو نکالا بار

ہے اتنا چلنے مین عجب یہ بد ذات
نہین ہاتھی صعوبت کی ہی یہ رات

یہ عالم سے چلنے مین جسے طوم کا ہے
کہ دست کو زمین گویا عصا ہے

جو کہے فیل اسے بہتان ہے یہ
عجائب تو وہ طوفان ہے یہ

خورش کے وقت بولی فیل ہو تیز
سمجھے من بھر پلید ار وزدے تن

عماری کس کے گر چلیے کہین کو
جتاوے فیل مرغ اپنے تن کو

یہ ہی اس مرتبہ بدبین و منحوس
سفیر ہوتا ہے جسکے وقت مہوس

جسے لا پیٹھ پر اسکے بٹھایا
گویا یاروت پر دھر کر اڑا دیا

گرا جس روز سے یہان اُسکا ناموس
کیا حلقے کا سارے ستیاناس

مرے یہ آپ یا کوئی مار جاوے
جہان کے سر سے بوجھ اور کیا جاوے

غرض تھا جس جگہ یہ ذکر واذکار
سُنے اسکو وہان اک مرد ہشیار

ہوئی اس ذکر سے اُسمین یہ تاثیر
کہ اُسکا ہو چلا احوال تغییر

ہوا اُسکے سمجھنے کے ہیں درپے / کہا اُن سے کہ حضرت خیر تو ہے

لگے کہنے وہ کہ میری طرف رو / مگر اب تک نہیں سمجھا ہے تو

کہ یہ جس پیل کا کرتا ہے مذکور / اِسے ہیں نفع کیا کیا اُس سے منظور

اگر اب جب ظاہر کیجیے غور / اُسی پہ اِسکی روزی ہے بہر طور

ولے ازبسکہ اُسکے فعل ہیں بد / اِسے مرنے کی اُسکے کتنی ہی کد

جو کچھ اس پیل ہیں ان نے بتایا / سو اپنے نفس ظالم ہیں ہے پایا

یہ اُسکے مرگ کے جتنا ہی درپے / مجھے اُتنی ہی اُسکی پرورش ہے

جو خوب اپنے تئیں دیکھا ہیں اُس دم / عداوت سے بھی ہمت اپنی ہے کم

تغیر حال کا باعث مرے یار / یہ تھا جو کچھ کیا ہیں تجھ سے اظہار

اگر دریافتی بہ دانشت بوس / وگر غافل شدی افسوس افسوس

مثنوی کوتوال کی ہجو میں

کیا ہوا یارو وہ نسق ہیہات / لیو کے چور کا کٹے تھا ہات

باندھا جاتا تھا چور لکڑی کا
تھا نہ رشوت سے کوتوال کو کام
شہر مین کیا رہے تھا امن و امان
اب جہان دیکھو وہان ٹھگتا ہے
دیکھی ہے ہمنے چور راہ جاوڑی کی
فیض بازار کا جو سنیے بیان
دشمنی سے کے سودے کو جو وہان جاوے
کسطرح شہر کا نہو یہ حال
چور کب زور اسکا مانے ہین
ہو یہ کتوال تو وہ مانے زور
ان سے رشوت لیے یہ بیٹھا ہے
بازو کا مفسدون کے زور ہے یہ
اپنے دروازے آگے رکھے نٹ کھٹ

مارا جاتا تھا چور ٹکڑی کا
نہ تھا عالم مین چوٹے کا نام
کیسی کرتی تھی خلق خوش گذران
چور ہی ٹھگ ہے اور اچکا ہے
پیشہ ہی رہ زنی تلاوڑی کی
ان نے نزدیک کی کاٹ ڈالکا ن
پگڑی کھوسے کو پٹنا آوے
شیدی کا فورسا جو ہو کتوال
کالا بال اپنا اسکو جانے ہین
یہ تو مچھر کی جھول کا ہے چور
اسکے دلمین تو چور بیٹھا ہے
چور کا بھائی گٹھی چور ہے یہ
کہتے ہین ان نے گھر کو گھر جو ٹا

آسمان پر بھی منعدم ہے خواب — کھلا رہتا ہے دیدۂ مہتاب

آنکھ تو کس بشر کی لاگے ہے — چور کی ڈر سے فتنہ جاگے ہے

لاکھ صندوق رات کو چھوٹے — کوٹھی ہی ساہوکار کی چھوٹے

ہین پسر گرم دزدی پہ انجام — لوٹتے ہین تا سحر اتنا عام

ق
بزم مین شب ہر ایک پیر و جوان — شیشے ہین کرتے رند ہم کا سامان

ت پہ ہے یک عجب نظر ستارہ — ے لگی ہی چور شمع کو آکر

طرۂ شمع اک طرف ہی یار — کم ہی خورشید کی بھی شب دستار

شام سے صبح تک یہی ہے شور — دور تک یہ گٹھڑی لیجاتے چور

صبح شبنم جو گل پہ ہوتی ہے — نقد غنچے کے وہ دو روتی ہے

مال صندوق مین رہے کس بہانت — تن کے لتون پہ چور رکھتے ہے دانت

ق
اب تو دزدی کا کچھ نہین ہے ڈھنگ — ے کہتے پھرتے ہین چور بے ہنگ

رکھ سکے کون ہم سے ہو گر رخت — چو ندے کپڑے ہمکو کیا ہی رخت

رات جو اپنے گھر مین کھنکھار رہے — چور دروازے پہ بیٹھکا رہے

ناگی

ہو گئی کب تک بچا خبرداری | چور جاتے رہے کہ اندھیاری
صاحب خانہ جو کوئی ہے اب | ہے خبرداری ہی میں روز و شب
آ سکے تک اگر تو دیکھے یار | اپنے گھر میں ہی ابھی چوکیدار
بیخبر دزدی سے کوئی نہ ہا | اہل بچا شہ میں بھی سب ہے ہوا
نہ ریاضت کو جاگتا ہے شیخ | ڈر سے ہے چور آ نہ مارے میخ
خلق جب دیکھ کے بیداد | ق کرتی ہے کوتوال سے فریاد
بولے ہے وہ کہ میں بھی ہوں ناچار | گرم ہے چوٹوں کا ہمہ بازار
ٹرھکے جب بہت دن جاتا ہوں | وقت پر میں بھی دل چھپاتا ہوں
ان کو ماروں میں سکو دوں گالی | چوری کرنے سے کون ہے خالی
کرتے ہیں مجھ سے وہ بچا کر ڈھول | میری پگڑی بچا میرے سر پر مول
یارو کچھ چل سکے ہے میرا زور | دیکھو تو تک کہاں کہاں ہے چور
مت سکے مجھ غریب سے جنبل | ہی اسیر و نگھر میں چو سبیل
دیکھیے گریبان کو بھی خدا | ہاتھ میں ہے انھوں کے دزدوں چھا

بچ رہا ہے اب اسطرح کا سانگ
ہی خدا کے بھی گھر مین چور کی ٹھانگ

بچ سکے کیون کے اب کسیکی شے
کہ مسجد کا صحن چرایا ہے

کرین انصاف اب جوان و پیر
کیا ہی اس مین بھلا مری تقصیر

رشتہ دزدی کا اسقدر ہی بلند
چرخ کے گھر پہ کہکشان ہی کمند

یہ جو سودا ہے اسکے ہے لاسینی
آپ کرتا ہے دزدی معنی

مثنوی مرزا فدوی کی ہجو مین

یار و خدا ایک ہی دوسری ہی حق ہی
صورت لوح و قلم جسکی لیی خلق کی

رہت ہی تک بولیو آنکھی ہی گنبد پر
آج زبان ہی کھلی کل کے تئین بند ہے

سخن سمجھنے کو بات حق نہ دیا گوش و ہوش
حق بطرف جسکے ہو آج رہیو خموش

مرد کو سچ بولنا جز و ہی ایمان کا
جھوٹ کری ہی عدم دین مسلمان کا

وارد احمد نگر ایک ہین مرد عزیز
فہم مین سر تا قدم اور سراپا تمیز

شعر پہ ہر ایک کو کرتی ہین وہ آتش
جامی کے دیوان سی خوب جانین ہین اپنی بیاض

حضرت سودا ایک جوہری سے تھا ہین
شعر وہ اسکا سنا جا کی انکھون کی گوہر
اپنی سخن فہمی سے جب کہتے ہین وہ ہوکے گرم
اسکا سخن پوچ ہے آپ ہی وہ پوچ تر
سنکے غرض ہین یہ بات بولون بعض بے ہنر
میری زبانی انھین ہین جو بیشتر قرآن خوان
آئے وہ قرآنکو کیون ڈھوے ڈالو ہو ہم
دونون پہ اطلاق دین از روی قرآن ہے
شیخ ہی سے سمجھی ہو دین کی نسبت فقط
دین اگر ہو وہی ایک جمیع ادیان ہو
انکا غرض اعتراض دیکھو تو مشغول ہے
شعر کی انکی سند دیکھ لین حق کا کلام
سن چکی اے منصفو یہ تو سوال و جواب

شعر پہ انکے کبھی اب انکو یہ ایراد ہین
شیخ و برہمن کو ہی جسمین ہے نسبت بدین
دین تو ہے شیخ کو اور برہمن کو دھرم
شاعری اور شعر سے کچھ نہین انکا خبر
کہو لگی یک گوش فہم سن لین یہ احباب
پوچھے تو انکو کوئی تم مین سے ای مہربان
کافرونکو ہے خطاب جس مین لکم دینکم
خواہ برہمن کوئی خواہ مسلمان ہے
اپنی زلیخائی پہ کہتے ہو بر خود غلط
وہ ہی نہ سمجھے اسے ایسا جو انسان ہو
بات جو معروف ہے ان پہ وہ مجہول ہے
اپنی سخن فہمی پر لعن کرین یہ مدام
آگے انھین دیکھیو ہوتی ہین کیا کیا جواب

لیک یقین جانیو حق ہے اسکا گواہ — ہووے اگر اس امر مین ذرہ بھر اپنا گناہ

انکو ہی لا شرم نہ تھا انکو اس شہر مین — آنکھین ہین اس شخص سی طاق ہو جو دہر مین

پھرتے کسو ساتھ اپنے بھی یارونکی بیچ — انکو بھی گھنتا کوئی پانچ سوارونکی بیچ

حد سے یہ اپنی پرے پاؤن رکھین اسقدر — شہر پہ شعر انکی پڑکتی پھرین گھر گھر

اتنے لیے صاحبو چلکے یہ اپنے اوپر — ہاتھ مجھے جائی کوئی یہی ہین شاعر بڑے

ہوتے ہین وہی بڑے جنکو بڑا احمق کرے — لیتے کہے سے بڑا آپ کو احمق کرے

اپنی زلیخا اگر اسلیے لائین ہین یہان — شاعرونکی زمرکو اسپہ کرین امتحان

حسن معانی کے یہ دیکھ کی اسکی لباس — اسکے بموجب کرین شاعر نسخہ اختلاط

اہل زلیخا جو دو خلق مین مشہور ہے — فہم و شعور انکی سی سو تو بہت دور ہے

ہو وہی جیسے کلام مین سے مولوی جامی کی شرط — پوچھے اگر کوئی مجھے یہ زبان ہے زلیخا کہ شرط

کہتے ہین جسکے یہ پہلے اپنے ہین ایک — تب یہ زبان دان ہے کون پوچھو یہ ٹھیک ہے

شاعر وہمین ہند کی نہیں ایران تک — سیکھی نہ یان یہ انکی بھی جاکر خراسان تلک

تھا ہی مین کون اب بیان مراد سمجھ — ریختہ کہنا کوئی انکے سر سے سیکھے

پر جو انھوں کا سخن پہنچے ہیں گو نت تمام
ایک خراسان گیا گو کہ بہت کو جا بجا
پوچ زبان انکی سی شعر تو سرزد ہوا
شعر تو سب بے ربط و پوچ کہنے سی اب شوق ہے
شعر مین شاعر جو ہین وہ تو تخلص کو لائین
اسپہ مجھے ایک نقل برمحل آئی ہے یاد
بنیے کا دیوال تھا ایک قرض دار تھا
پیسے ٹکے پر کہین اسکو نہ تھا دسترس
انگوٹھی نصیبون سے ایک ہاتھ اسے لگ گیا
باندھے اسے پاگڑی سر کو تھا گھی کلا
اور کیا ہاتھ سے بنیے کے عمدا گدا
ہنسنے لگا پوت جھٹکے کی ہی جی یہ جا تو
خوش ہو تب ان نے کہا سب کے انگشتری

خندہ زنان بولے ہیں وہ کہ خدا ہی علیم
جیسے ہی ادھر سی جائین ویسے ہی ادھر شعر
کاتب بیچارہ مفت لعن کا مورد ہوا
تشبیہ انھین خلق مین شہرت سی دی وقی ہے
پر یہ تخلص بغیر نام نہ اپنا جتائین
جو ہو سخن فہم دے مغز سخن کی وہ داد
اسکے ادا کرنے سے سخت وہ ناچار تھا
سو وہین اور معول مین وسکو رہا تھا وہ پھنس
سوچ کے دلمین کہا بنیے کو دیجے دغا
ہاتھ پہ رکھکر چلا کہتا ہوا واہ واہ
دیکھ کے انگو لیا بنیے نے اسکو پکار
پر رکھا ہم سے کہو تے لیچلے اسکو کدھر
جسپہ کرم ہو اسے بخشے ایسے ہو نیا سر

شاہ و امیر و وزیر کھیلیں ہیں اُسی شکار
سُنکے کہا شیخ نے یو صبح ہے یہ پنچھی بھاوں
اُون نے کہا شاہ جی تم سے مجھے جھوٹ بول
پھر وہ لگا پوچھنے کہ تو یہ جیو ہی کیا
شیخ نے اُس سے غرض باتیں یہ تحقیق کر
سانچ بتا دے مجھے باج کا کی بھاو ہے
مول جو کچھ باز کا ہو وہی ہے شیخ نے کہا
مول نہیں اسکا غرض ہے یہ دکھایا یہ سنی
کرنے لگا چور سے رات کو یہ مصلحت
شیخ مرے گھر میں ہے ایک سپاہی کی پاس
باج بڑا ہی سا ایک دیکھا ہے میں اوس کنے
بولی نہیں ہے سن اوت تجھے گھر سے
سنکے کہا شیخ نے کی کہی یہ تین تولا

قیمت و قدر اسکی ہے سیکڑہ ویسی تا ہزار
سانچ کہو پر کہا باج کا اسکا ہے تاوان
فائدہ کیا ہوئیگا جھوٹ سے کچھ دو دن کی تو
اُن نے کہا دودھ بھات کچھ نہ اور اسکو سوا
مول لگا پوچھنے باز کا یوں گھر گھر
ایک گھر دار کو اُسکا گھٹتا جاوے ہے
شیخ نے دلمیں رکھا وہ جو کسو سے سنا
باز کے لینے کی بات شیخ کی دلمیں ٹھنی
سُنتی ہی پچھتاوتی آئین ہے کیا تیری مست
اُس سے نگہ ملنے کی مجکو نہیں ہے اب اس
اُسکے گھر میں دن ہو نہیں کال کو جب وہ شیخ
اُسکی رسیدی ہی تابش اُس سے ہمیں
تا ننھہ سی پچھتاوتی اکسو ان

بولی جو بیپاری ہی لاکے اُسے تین سو پیسے
تھوڑے سے گھٹنے کو نسوچ جو بکو تو بیچ کیر

جو ردے نے جب یون کہا بنیے نے پھر سمجھ کر دم
داب بغل مین ہی کان پہ رکھ کر قلم

آکے سپاہی کے گھر بولا کہ مرجاجی آو
کرکے حساب آج تم سے لینے کو میرے جھگڑاو

سُنکے سپاہی نے یہ کہنے لگا چل پرے
پیسے کہین آج یہان تیرے لیے ہین ڈھیر

باز نکلیگا تو ہین سمجھیے کر دینگا حساب
مفلسو تکو مت بکا جنسے گھر جا شتاب

بنیے نے سُنکر کہا کیچ مین پیسہ پیرا ہے
کیسر جو بتلاو ہو آج تمہین کھیر ہے

سنیلے تھے مرجاجی تم ہم سے کیچ لینے مین
تنتے ہوئے جاتے ہو کاہیکو اب دیتے مین

ہو جو جلکو تا مرا باج ہی کی بکتے پر
باج ہی کی دو مجھے سانچ سا کچھ بھاو کر

سُنکے سپاہی یہ بات دلمین بہت خوش ہوا
لیک بظاہر یہ حرف تند ہو اُس سے کہا

منہ تو نکالیا تو دیکہ لیویگا یہ باز مول
یہ بھی ہوا تیل کون لوہی جسے قول

بول اُٹھا بنیا سُن یہ کہا کی کہر ہے
کیچ کسیکو مدے کوئی عجب شہر ہے

بنیے کی یہ بات سن بولا سپاہی تو ہم
قرض جو کچھ ہوترا کہ جو تیرے آوے دہم

بنیے نے کھلائی تب کھولکی اُسکو بہی
دو سو روپے اُسکے نام لکھی تھی اُسمین بہی

مول کیا پانچ سو کا سہ ہوئی قیل و قال — چاک چکلے جب تین سو ٹھگ بکا کر انفصال

اٹو جو لے کیا با تو نہین میزان کی تول — وقت کے دو سو بچاین سو کی جٹی اور ڈھول

دیکھے سپاہی دغا بنیے کو چلتا رہا — بنیے نے لا کر اسے جورو نے ہنس ہنس کہا

دیکھ تو پیھاوتی پر لکھا کی پاج ہے — رام جی کے پھل سے آج ہمین آج ہے

دیکھ کے اُن نے کہا او تجھی ہے معلوم — یہ تو جبا و رہے وہ ترک کہین جسکو یوم

نام ہمین لیتے ہین ہم سمجھتی ہین اسکا سو — کھویا کچھ ساتھ تین تگدر و پونکا ڈھس

اڑ گئے جون باز سے سنتے ہی اسکی حواس — چاہا کہ اب پھیر دون جا کی سپاہی کی پاس

سر کو وا اور تو ند کو پیٹتا پہنچا جو وہان — نام نہ اُسکا سُنا اور نہ دیکھا نشان

سر کے اُپر خاک ست گلیونکی کرتا ہوا — آیا بنیے کے پاس ور دکھے مرتا ہوا

کہنے لگا ہائے وہ کیا یہ دگا دے گیا — سو تگدا اور دو کی جنس گھر سے سمیٹ لے گیا

سوچ کے دل مین کیا بنیے نی پھر یہ خیال — کیون ہین ایسے نہ سمجھے بات کو شہر مین ڈال

پاس مرے ہوئیگی بات جو اسکی چلے — اور بھی شاید کوئی مجھ سا ہی احمق ملے

کہہ کے نٹھے پہ اٹو کو باندھ بیٹھا تھا دوکان — صبح سے لے تا بشام سو گی تا سحر

پڑو پیچھے

تانت تک چگتے نہ تھے جنگل کے کھیت — ڈر ڈر سے چگتے کچھ لیکن سمیت
دوغدغے کا کیا کلنگ کے ہی ذکر — زندگی کا اپنی تھا سارس کو فکر
جانور آبی کے جب پڑتی خیال — کھینچ لاتی تھی جو اس کی کھال
ایکدن مرزا گیے کرنے کو سیر — ہوگئی اس میں ٹک اک طیر کو دیر
بھوک سے جھنجھلا کے وہ غصے میں آ — لے چلی مرزا جی کو سینے لگا
اب چڑھی ہی کوٹھے اوپر لٹھ بند — گرد بیٹھے پھرتے ہیں چڑیوں کے جھنڈ
ہاے وہ مرزا کہ جبکا سنکے نام — آب ہو سیمرغ کا زہرہ تمام
سو کیا اسکو فلک نے یون ذلیل — مرتے ہی چپکے کے بگڑا ہی یہ نیل
کووں کے ٹھونگے ہیں اور مرزا کا — سار وا اڑ جاتی ہے منہ پر پاد کی
اسکو مرزا گھر سے لیجاتے جدھر — لونڈی سے کہہ جاتے چوہے نا ادھر
گھر کی بی بی سے یہ کر جاتے قرار — کون بیٹھا رکھا ہے کہ پھیرا [illegible]
اب وہ بیا ضے تو شیخی کھاتی ہیں سب — میرزا بولی کہ تو بیٹھی ہیں غضب
میر شکارہ ۱۲
سختی چڑی ماروں پہ مرزا جی کی کر — نصف ان کے چھینے پکڑین جانور

ہای جسدن سے وہ یار و مر گئی
سب چڑی ماروں کے گھر سے کر گئی

بلکہ وہ کہتے ہیں جو خاص و عام ہیں
میرزا آتے ہمارے دام میں

بلبلنگے سب پیے سابق اور اب جال کے
ورنہ پھنسوا دینگے جا کتوال کے

ق
جب نکلتے گھر سے وہ بازار کو
تیز کرتے وہاں چھری کی دھار کو

دیکھکر اُن کے تئیں سب نیستام
بند کر آنکھوں کو کہتے رام رام

ق
اُن سے یہ کہتے اگر منظور ہے
ہی یقیں اور دھرم کی لیجیے قسم

ق
ست چڑا و کھنکیوں کے جانور
چھٹنے ہوں سب پیے اُنھوں کو جمع کر

بھیجو جلدی سو ایسا کہیں
کھولوں میں پٹوا سے چپک کو تئیں

اس سخن کو جب لگی سننے تھی
وہ نہیں جو کہتے تھے جو چاہو سو لو

پہ تو سب نے کیا گنی اک روز تئیں
سراج پو ملنے سے آئیں رشوتیں

جب سے مرنا ہو گیا اُسکا یقیں
ایک خرمہرہ کوئی دیتا نہیں

اب سو ہیں اس سے نہیں انکو چشم
دیوے اُنکو کوئی اپنی پاپین یشم

ہای ایسا غم نہیں اب تک ہوا
میرزا جی کا ولی نعمت موا

گھر ہوا مرزا کا سب ماتم سرا
کر گریبان چاک یاروں نے حضور
ہاں سے تھی چپک جو وہ تو آپ بھی
کھولوں تھا اُسکو میں جب تلوار سے
برگ گل جس طرح جھڑ کر باد سے
پھینکتا جب صید پر میں اسکو جا
جس طرح معشوق بھینے کی نگاہ
کیا کہوں ایسی غضب سے میں اُڑتی تھی مہر
پودنے سے یہاں کے بنگالی مزا
پودنے سے سنتے ہی اس ماتم کے
جلکو چھپ رہا ذوق شکار
سب سا منے کیا ہے انکا و ید
نہیں دیکھا میں ایسا جا نور

پسے کو آتے ہیں یار و آشنا
یوں بیان کرتے ہیں اپنا منہ بسور
اپنی تو یار و وہ ماتی باپ تھی
ہاتھ پر آتی تھی وہ اس پیار سے
دیکھ پر بلبل کے آوے چار سے
اسطرح جا لاگتی کافر ادا
خون عاشق کا کرے ہے جگر ہا
پڑ گئی تھی دھوم اسکی شہر شہر
ایک میا سے کہا یہ ماجرا
اٹھ گئے مینا کے طوطی ہاتھ کے
پالا میں پر کم سے لئے تا پوچھ کا
ریش بچاروں میں کی اتکی سفید
ہوئے چپکا وزادے قاز کے

تھی غرض ہر جا فورا اوپر وہ سیر | کہ پہ تیرا جس سے تو اسو ہی وہ کھیر
کیا کہوں چیک تھی یا باشین تھی | باز کی بچی تھی یا شاہین تھی
سنتے ہین یہ درد و ستم آشنا | تو نہ سمجھے دین کی یہ ہی میرزا
واقعی یہ غم تو ہوگیا ناگوار | پر خداوندی بہت ہے کیا اختیار
غم مین اُسکے میرزا اتنا نہ رو | مت کہین نہ رو سکے ان انکھون کو
گو پھنسا تھا دام مین تیرے ہما | اوج پر تیرے نصیبون مین نہ تھا
غم کو اپنے دل سے اب تو دفع کر | جون کیا سودا نے قصہ مختصر

میرزا فاخر مکین کی ہجو مین

لوگ کہتے ہین کہ ایک شخص نقل کرتا تھا کہ میرزا فاخر مکین صاحب اپنے تئین شیخ علی حزین کے برابر جانتے ہین اور سب وضع اُنکی نشست و برخاست کی اختیار کی ہے بلکہ اپنے تئین فضل و کمال مین اُن سے بہتر جانتے ہین اور اُن کو اکثر اشعار پر اصلاح کی ہے چنانچہ مثنوی حسب حال مرزا صاحب کے ہے

مثنوی

ایک نقل آئی ہے مجھے اب یاد ‌ ‌ ‌ سچ ہو وہ یا کسیکا ہو ایجاد
ایک ملا بعہدِ شاہجہان ‌ ‌ ‌ نہ تو عالم تھا وہ نہ سمجھدان
بین بین اُسکو کچھ آتا تھا ‌ ‌ ‌ لڑکے مکتب مین وہ پڑھاتا تھا
بسکہ تھا وہ شعور سے معذور ‌ ‌ ‌ لڑکے اُس سے تھے خرم و مسرور
اس سے وحشت کو بھی نہ دلمین راہ ‌ ‌ ‌ صحن مکتب تھا اُن کی بازیگاہ
ایک جو اُن مین تھا فہیم و ذکی ‌ ‌ ‌ مصلحت اُن نے لڑکون سے یون کی
یارو ہم کھیلے سو طرح کا کھیل ‌ ‌ ‌ دیکھے ہمنے سبھی وہ بیجا کھیل
کھیل اب مین نیا نکالا ہے ‌ ‌ ‌ سارے کھیلون سے وہ نرالا ہے
لڑکے بولے کہ بھائی جی فرماؤ ‌ ‌ ‌ کیا ہی وہ کھیل تم ہمین بھی بتاؤ
کہا اُن نے کہ بادشاہ و وزیر ‌ ‌ ‌ لڑکے جو بنتے ہین صغیر و کبیر
اُس مین چندان تو یار و لطف نہین ‌ ‌ ‌ کھیل اُس سے یہ خوب تر ہی کہین
میان جی کو کسیطرح بہلاؤ ‌ ‌ ‌ ملکے شاہجہان سب اِن کو بناؤ

سنکے وہ بولے بہ سے یہ کسطرح — کہا اُن نے کہ تم سنو اس طرح
صبح مکتب میں پڑھنے جو آوے — منہ میاں جی کا تک کے رہجاوے
پوچھیں جو کیا ہے دیکھنے کا سبب — کہے قدرت خدا کی دیکھو ہوں آپ
ہو گئی شب میں آپ کی صورت — کچھ سے کچھ حق کی ہی یہ کیا صنعت
کیا کہوں میں کہ آج کیسی ہے — شکل شاہ جہان کی جیسی ہے
پھر حیرت میں ہوں یہ دیکھ کر غرق — سر مو کچھ رہا نہ باہم فرق ق
پر یہ ہے شرط جاوے جو اُن پاس — کہے کہا کھا قسم بلا وسواس
تم تو سمجھو ہو اُن کی عقل و شعور — نہیں گے جو بتاوسگے مسرور
مطلب اُن نے جو کچھ کہ ٹھہرائی — لڑکوں سے بات سب وہ بن آئی
نہ ہا اُسکو یہ نیا یہاں تک — شکل شاہ جہان ہوں میں بیشک
نے کے ٹھہرا یہ اُسکے دل میں خیال — ہوگا شاہ جہان کا جب کہ وصال
اُسکے ارکان نہ لاسکے تاب فراق — میرے دیدار کے ہو سب مشتاق
آئیں گے دیکھنے کو سیر گھر — پس مرے واسطے ہے یہ بہتر

کہ مین پیدا کرون وہ خصلت و خو — خلق شاہ جہان سمجھے مجھکو
کرے مجرا سلام اور تسلیم — کرین وہان مین فرشتے کی تعظیم
غرض آفاق مین جیسے ہو عقل — سب سمجھے اُنکے مطابق اب نقل
سنے یہ شیخ اپنے یون یہ گمان — سب جیسے ملا بنا تھا شاہ جہان
شیخ کے سے نہ بخت ہین یکسان — شیخ ہونا انھین ہے امر محال

حکایت عابد بے ریا اور کعبہ کی راہ سے اُن کے پھر آنے کے احوال کی

حکایت

حکایت ہے کہ اک عابد بہ آفاق — عبادت کرنے مین تھے حق کی وہ طاق
خدا کی یاد مین رہتے تھے دن رات — نماز و روزہ مین گذرے تھی اوقات
بجز تسبیح رہتے تھے وہ بیکل — مصلے پر سے اُٹھتے تھے نہ اک پل
مریدونکی ہوئین یہ نور عینین — کیا جب اُنکی سرمہ خاک نعلین
بلاشک اُسکا جنت مین ہووا دا — اُٹھا وے جو اُنھون کا آفتادا
غرض کیا کہیے اُن کی ذات عالی — نہ ہستی تھی کراماتون سے خالی

جہان وہ گاڑ دیتے اپنی مسواک — لگے تھی ناشپاتی سیب اور تاک
ہوے عازم وہ کعبہ کی سفر کے — کہ ہون تا معتکف خالق کے در کے
ملے اک روز سودا سے وہ ناگاہ — کہا مجھکو ہے قصد کعبہ اللہ
مسلمان جو ہوا اسکو ہے یہ لازم — کہ تا مقدور اودھر کا ہو عازم
نجات اپنی پہ گر تجھکو نظر ہے — تو آمرزش کا موجب یہ سفر ہے
یہ بہتر ہے کہ چل ہمراہ میرے — جرائم عفو وہان سب ہونگے تیرے
کہان تک اسے دوانے زیر افلاک — رہے گا میکدے کے در کی تو خاک
کریگا بادہ خواری بادف و نے — رہیگا مغبچون سے ربط تاکے
موذن کی صدا سننے سی رکھ ذوق — کہ ہے وہ لحن داودی کے مافوق
رکھیگا تو سخن میرا جو منظور — پیے گا جام شربت از کف حور
اگر یہ بات میری تو نمانی — کرے گا یاد کہتا تھا فلانی
غرض اسکی کہان تک کیجیے شرح — کہا ہے ہم سفر سودا کو ہر طرح
نہین ہے یہ بھی خالی از کرامات — لیا اپنے کو ہمرہ کرکے دو بات

بجھ

پھر اُسکے بعد سامان سفر کر   کیا دونوں نے ملکر قصد ادھر

یہ فرمایا کہ مرکب پر کرو زین   کہ ہے وقت سحر لیجے رہِ دین

جو اسباب سفر ہے کرکے تیار   اُسے ڈالو بہ پشت بار بردار

کہا سودا سے ہم تم ہیں ہے یاری   کریں مرکب پہ پیش و پس سواری

وہ بولا یوں سواری کا مری فکر   نہ کیجے آپ حضرت اسکا کیا ذکر

چلا گو پاؤں میں بہر زیارت   حرم کو سر سے چلنا ہے سعادت

بہت فرمائے اُسکو بتکرار   نہ مانا اُن نے جب ہو کر لاچار

سوار اپنے ہوئے مرکب پہ جب   مرید اُنکے ہوئے گرد اُنکے سب

اُٹھا ہر ایک عمدہ کو ہو ساتھ   عصا کوئی کوئی لے مورچھل ہاتھ

کوئی لے پیکدان اور کوئی رومال   کوئی حضرت کی آگے کوئی دنبال

مصلا کوئی سر پر رکھ کے اُسدم   چلا صلوات پڑھتا شاد و خرم

بوضع خوش اُس مجمع کے اندر   برہنہ پا و سر سودا قلندر

غرض دو چار کی تھیں منزلیں طے   کہ شیطان نے کیے قزاق در پے

رہی جب پانچوین منزل گئی کوس · وہ پہونچے کرتے حضرت کی قدم بوس

نصیبوں کا مین آگے کیا کہون پھیر · مریدون کے سمیت انکو لیا گھیر

کیا غارت انھین ایسا ہی اکبار · نہ چھوڑا ایک کی تسبیح مین تار

تھی اُن کی یا تو وہ کچھ عظم اور شان · رہے یا ایک پیراہن کو حیران

کرون کیا آگے اب غارت کی تصریح · نہ تھی جس دانہ ہائے اشک تسبیح

پیادہ کسطرح یہ کاٹتے راہ · عصا کر رہ گیا پاس انکی سو آہ

نظر کر بعد غارت راہ کا رنج · لگے کرنے دل اپنے مین پیش و پنج

نہ زاد راہ پاس انکے نہ مرکب · اب اُن سے عزم کعبے کا بندھے کب

توکل پر چلین کعبے کیا ذکر · انھین اسباب کی لینے پڑی فکر

کبھو جامے کی جانے کا مذکور · کبھو تھا فکر پیراہن سے دل چور

سلیمانی کی گہ یاد آتی تسبیح · ہوئی جاتی تھی جسکے غم مین تشریح

کبھو کہتے مصلا تھا چکن کا · کہ جس پر تھا چکن کارہ کن کا

کبھو کہتے کہ پیارو کیا عصا تھا · پڑے تھے حضرت کے میرے ہاتھ کا تھا

گیا کیا تمکا میری گھر کا
سفر در پیش یہ آیا کدھر کا

عقیق سرخ کا جو نا سدا تھا
اگر بکتا تو قیمت میں گراں تھا

کبھی کہتے تھے ہو مغموم از حد
نجانے کون سی تھی ساعت بد

کہ میرے پاس جو کچھ تھا سو کھویا
اور اپنے ساتھ یاروں کو ڈبویا

لٹے جب اسطرح اسباب سارا
تو ہوا اپنے سفر کا کیوں کے یارا

مریدوں کو نہ تھی یہ سن کر زنہار
جز آمنّا و صدّقنا کے گفتار

کیا اس غم نے انکو بسکہ دلریش
کہا سودا سے ای یار وفاکیش

تری اس امر میں اب کیا ہے تدبیر
ہمیں آئی نظر کچھ اور تقدیر

ارادہ تھا کہ وہاں جا کر مریں ہم
نجانے ہے گر خدا تو کیا کریں ہم

جواب انکو دیا سودا نے سنکر
جو قسمت ملتے ہو تم ہوتے گا بہتر

پر اب اس حال سے گھر کیونکہ جاؤ
بھلا وہاں جا کے منہ کسکو دکھاؤ

چلو گے گھر کو تم اپنے کس اسلوب
ہو اس سے قصد اودھر کا کہیں خوب

کہا حضرت نے سنکر تم ہو گمراہ
نہیں ملنے مسائل سے کچھ آگاہ

حرم کا فرض ہے مقدور پہ طوف ۔ گیا یھاں مال آگے جان کا ہی خوف

مرید از بس تھے گھر چلنے کو مائل ۔ کہے سودا سے باہم ہو کے اکدل

سخن حضرت ہمارے کا ہے معقول ۔ یہیں سے حج اٹھو نگا ہوگا مقبول

کہا سودا نے سنکر تم ہو مختار ۔ سخن میرا نہ خاطر میں کرو بار

غرض جب بات پھر لے ہی پہ ٹھہری ۔ نماز ظہر پڑھ وقت سپہری

ہوئے تھے صبح جس منزل سے راہی ۔ پھر آئے شام واں ہو کر تباہی

گئی کچھ شب تو فرمایا کہ احباب ۔ میسر تو نہووے گا خور و خواب

کہو سودا سے قصہ یا کہانی ۔ کہے جو وہ سنیں اسکی زبانی

کہا سودا نے حضرت کو تو ہی خبط ۔ مجھے قصہ کہانی سے ہی کیا ربط

تمام ہوا انتخاب قصائد اور مخمسات و مثنویات مرزا محمد رفیع سودا

مرثیہ حضرت امام قاسم ابن حضرت امام حسنؑ رضی اللہ عنہما کا

یارو ستم تو یہ سنو چرخ کہن کا
سنجوگ یہ کچھ باندھا ہے دولہا و دلہن کا
دھر ناگن بس بیاہ کا زنہار نہ تھا نو
گرد اُسکے گھر سے بیٹھتے ہین سب سر انو
غم دل پہ خلایق کے جگہ مہندی کی چھایا
دولہن کو بدل جوڑے کے زرد سالو پہنایا
اور کیا کہون اس بیاہ مین نوبت جو دھرائی
گھر کو یہ عوض روشنی کے آگ لگائی
کیونکہ یہ تماشے نکر سے چرخ نظارے
ہر نالے سے لپٹے ہوئے آتے ہین شرارے
آرائش اس بیاہ کی مین کیا کرون اظہار
ہر زخمی کی وان گھاٹ تھی اک تختہ گلزار
سینے کو سواری مین تن مردنی کوٹا

ٹھانا ہے عجب طرح سے بیاہ حسین کا
وہ تار کفن کا ہے جو ڈورا تھا کنگن کا
گردار فلک مین یہ سمجھا ہون تو جانا
بھر طاس دھرا خون کا اور نام لگن کا
سر شہ کا عوض پھول کے نیزے پہ چڑھایا
ہی خلعت نوشہ کے لیے رنگ کفن کا
چھاتی ہے زن و مرد کی ان سے جلایا
لے سوت سے ہرگز نہ بچا تار کفن کا
آہین تو ہوائی ہوئین اور اشک انار
منہ دل کا انارون کے ہوا اشک دمین کا
کسطرح تھی وہ چشم خلایق مین دوا
ہر لوتھہ یہ چھاد تھی گویا رشک چمن کا
لاش کو بجو دم اسکے تماشیو نکا تھا

آرایش شادی کی بدل گھر کو یہ لوٹا
رنگ کھیلنے کا شادی کی دیکھا عجب طور
معلوم ہوا اب جو باقی مین کیے غور
کاٹا ہوا سر تھا وہ جو ساچق کا چڑھا تھا
دولہن کے لیے آستین دولہہ کی چڑھا وا
جو خان کے دولہہ کے لیے مہندیکا آیا
دولہہ کا لہو ہاتھ مین دولہن نے لگایا
دولہن کو شب عقد جو ہین ملکے سنوارا
جسکے لیے سب کچھ تھا گیا رنج وہ مارا
نتھہ کو تو اتار اسکو کرو میری حوالے
گو تھہ آئی ہی اسکے ہین کہان بیٹھنے والے
کیا شہ کے سواری سے کوئی قصے کو باندھے
سہرے کو تین سیر دی ہی گھاٹ کی باندھے
چھوڑا کسی سمد مین کنے کپڑا بھی نہ تن کا
جز خون کے چھینٹون کے تھا گردن پہ کچھ اور
رنگ کھیلنے کی جا انھین سیدان تھا رن کا
گردن کا خط زخم تھا مسکی کا کلاوا
ساچق کا یہ دستور ہی کہ سسکے وطن کا
تھا خسر پور کیا خون اسمین جما یا
یہ رنگ ہی شادی مین نانی کی چلن کا
بولا یہ رنڈاپا کہ خدا سے نہین چارا
کیا فائدہ اب اسکے سنگار اور بدن کا
ادر خاک کہو اسکو سر لپیٹے پہ وہ دوانے
اب وقت نہین اور کسی حرف و سخن کا
بن سر لیے آتے ہین اسے چار کی کاندھے
اسطرح چڑھا بیاسنے شہزادہ دوران کا

گرد اسکے براتی سر و سینے سے ملی خاک — سب چاک گریبان کیے با دیدۂ نمناک
فریاد و فغان انکے سے گنبد افلاک — تھے اشک تھا مرد کا یہ دیکھ کے زن کا
کہتا تھا ہر اک دیکھ کے دولہہ کی یہ سنگت — اس گبھرو کی شادی ہوئی ہے گور سے نسبت
ماں باپ سے لڑکی کی گئی ہائے کدھر مست — چھوڑیگا سہاگ اسکا نشان اسکو تو ترکا
دولہن کے جو گھر پیٹ نہیں تو شب چوتھی ملکر — پٹین سر و سینے کو ہم ملکے زن و مرد
کہتا تھا ہر اک رو رو یہ بھر بھر کے دم سرد — اسکو نکہو عقد یہ عیت رہ تھا یوں کا
کٹتا تھا سر و سینہ بجا ہی دہل و دف — ماتم کی بجی شادی کی منڈہی کی جگہ صف
تھا عود کی مجمر کے عوض سینہ پہ تف — ہر ایک کا دل اسمیں انگارا تھا اگن کا
دولہن کے گلے آنسو کی لڑ موتیوں کا ہار — دولہہ کے بسر سہرا تھا ہر اک لہو کی دھار
چھاتی پہ نظر آتے تھا جہاں تیر کا سوفار — دیتا تھا گمان خلق کو یاں غنچۂ دہن کا
شربت کے تو وہاں رسم کا کیا ذکر تھا اگر — پانی کے لیے سارے قبیلے کی گئی جان
پوچھو نکی جگہ خون جگر کھا گئے مہمان — شادی تھی کہ طوفان تھا اک رنج و محن کا
دولہہ جو سلامی کے لیے سامنے آیا — گھوڑا تو کہاں تخت نہ تابوت [illegible]

اور اُسکے لیے خلعت شادی رنگا رنگ
بیجانے کو دولہن کے مین کیا لاؤن زیبا ہے
پہنچی تھی دولہن ناقے پہ لیے مقنعہ و چادر
تاکتی تھی دولہن کی یہ رہ در سے آکر دم دم
اب لوگ کہٹھے یہی کہتے ہونگے باہم
بیٹھے لیتے ہونگے دولہ دولہن کے جوا قدم
دولہا کے تئین مشکل یہ دولہن کی تو آفت
کوئی کہتا ہیگا کہ عجب بہاگ کی دلہن
ہے یہ کوئی بیٹھے پہ اُسکے تھی ناگن
کوئی کہتے شادی یہ لگی کیون نہ ناہل
ایسے کوئی اس شادی نی جو بختہ کیا
جہیز دین ہین کیا پیچے کو ہر خلق کی
اور خلق کبھی نہین یہ دیکھی عجائب

ڈوبا لہو مین بیاہ کے دن جسکے بدن کا
آگے تو جدا تن سے ہو دولہا کا چلا سر
تھی ہاتھ ہمارا اُسکے جو بھائی تھا دلہن کا
بیٹی کے رنڈاپے سے یہ مجکو ہی بڑا غم
اس دولہا کو سرا نہوا نیک دلہن کا
کرنا ہے شب عقد کوئی گھر سے جدائی
دیکھ آرسی مصحف جو کیا قصد عدن کا
بیوہ یہ کہانے لگی ہوتے ہی سہاگن
مارا ہوا دولہا جو کہون اُسکے دشمن کا
جس سے کہ رہے غم مین سدا اجر وہی تا کل
گھر کھوج رسالت کی شہ سرور زمن کا
سن سنکے گذرتی ہے جیسے بیتیرا دین
کیا فکر کرون اُنکی زبان اور دہن کا